"ہم ریاست کی ہمہ گیر ترقی چاہتے ہیں۔ ترقی ہمارے لیے سیاست کا ہتھیار نہیں، بلکہ سماجی تبدیلی کا وسیلہ ہے۔ ہم متوازن ترقی چاہتے ہیں۔ ایسی ترقی چاہتے ہیں جو کاغذ پر نہیں موقع پر دکھائی دے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر سچی نیت سے ترقیاتی پروگراموں کو لاگو کیا جائے تو سماج میں از خود اصل تبدیلیاں آئیں گی اور سبھی کے لیے تبدیلی اور ترقی کے دروازے کھل جائیں گے۔"

مایاوتی

وزیر اعلیٰ، یوپی

ٹھوس فیصلوں کے 100 دن

- جنگل راج ختم۔ قانون کا راج قائم۔ مجرموں کے خلاف مسلسل کارروائی۔ سرکار کی تشکیل سے اب تک 1,45,693 مجرم گرفتار۔
- ہر قیمت پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم۔ وارانسی میں خنر نگار گوری کے جل ابھیشک کی اجازت نہیں۔ متھرا میں متنازعہ مقام کے چاروں طرف تین کلومیٹر کے اندر کسی نئی روایت کی اجازت نہیں۔
- دلتوں اور غریب عوام کے مفاد میں ملک میں پہلی بار یوپی میں سبھی لاٹریوں پر پابندی۔ لاٹری ڈرا کنٹریکٹ ختم۔
- سماج کے دبے کچلے لوگوں کے مفادات پر خصوصی زور دینے کے لیے چار نئے محکموں، اقلیتی بہبود جسمانی طور سے معذوروں کی بہبود امبیڈکر گرام اور پچھڑا ورگ کلیان وبھاگ کی تشکیل۔
- مسلم بھائی بہنوں کو ریزرویشن کا حق دار بنانے کے لیے سند ذات جاری کرنے کی ہدایت
- ملک میں پہلی بار غریب اقلیتی طلبا، طالبات کو دسویں درجہ تک وظیفہ
- ریاست میں پہلی بار درجہ ایک سے آٹھ تک تمام درج فہرست ذات قبیلہ کے طلبا کو وظیفہ۔
- پہلی بار وظیفہ کی ادائیگی تعلیمی سال کے شروع میں پیشگی طور پر دیے جانے کا انتظام۔
- 1989ء کے بعد دنگوں کے نام پر قائم فرضی مقدمے واپس۔
- پہلی بار بجٹ کا 72% حصہ دیہی ترقی کے لیے الاٹ۔
- پہلی بار کل زر منصوبہ کا 27% پچھڑے طبقوں کی ترقی کے لیے خرچ کرنے کا انتظام۔
- کام کی نئی تہذیب کو فروغ دینے کی سمت میں ہر مرتبہ کے افسران کو صبح ۹ سے ۱۰ بجے تک عوام سے مل کر ان کے مسائل کا سد باب کرنے کے احکام بلاکوں میں جلد و تورا براہی مسئلوں کو نپٹانے کا بندوبست۔
- پٹوں کی زمین پر ناجائز قبضہ ہٹانے کی مہم۔
- کسانوں کے مفاد میں پوٹاشک اور فاسفیٹک فرٹیلائزروں پر بیوپار ٹیکس ختم۔
- نقل روکنے کے لیے خود مرکزی امتحان نظام ختم۔
- ایک سال میں ہی 5000 امبیڈکر مواضعات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا نشانہ۔
- سابق سرکار کے ذریعے سینچائی کی اندھادھند بڑھائی گئی شرحوں کو کم کیا گیا۔
- صنعتوں کے لیے مناسب ماحول کی تشکیل
- ریاست میں پہلی بار امبیڈکر روزگار یوجنا لاگو۔

محکمہ اطلاعات و رابطہ عامہ اتر پردیش۔

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

6/-

LW/NP 58

RIZWAN

R.N. 2416/57

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226 018.

Ph. 270406

بچوں کی

قصص الانبیاء

از:- امۃ اللہ تسنیم

چار حصّوں پر مشتمل اس کتاب میں بچّوں کی آسان زبان میں نبیوں کے حالات لکھے گئے ہیں، صرف قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں، اس کتاب کے بارے میں مفسّرِ قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی فرماتے ہیں:-

"ان سے چھوٹے بھائی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "قصص النبیین للاطفال" اب نہ کسی تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی، سلیس و شستہ عربی میں پیغمبروں کے سچّے سبق آموز پُر ہدایت حالات لڑکوں اور بوڑھوں سب کے پڑھنے کے قابل، ان بہن صاحبہ نے یہ کیا کہ انھیں مطالب کو عربی سے اُردو میں منتقل کر دیا ہے، کتاب ترجمہ نہیں ترجمہ سے کچھ بڑھ کر ہے زبان کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، جو لڑکے لڑکیاں اس کو پڑھیں گے وہ ساتھ ساتھ اردو زبان بھی سیکھتے جائیں گے"

حصّہ اوّل

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ قیمت ۔

حصّہ دوم: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام قیمت ۔

حصّہ سوم: حضرت موسیٰ علیہ السلام ———— قیمت

حصّہ چہارم حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ———— قیمت

مکتبہ اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ

لکھنؤ (یو-پی) ــــ ۲۲۶۰۱۸

بیادگار حضرت مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | اکتوبر ۱۹۹۵ء | شمارہ نمبر ۱۰

Ph. 270406

ایڈیٹر: ـــــ محمد حمزہ حسنی

معاونین: ـــــ اُمامہ حسنی ٭ میمونہ حسنی

اسحاق حسینی ندوی ٭ جعفر مسعود حسنی ندوی

سالانہ چندہ

- ٭ برائے ہندوستان: ـــــ ۷۰ روپے
- ٭ غیر ملکی ہوائی ڈاک: ـــــ ۲۵ امریکی ڈالر
- ٭ فی شمارہ: ـــــ ۶ روپے

نوٹ: ڈرافٹ پر 'RIZWAN MONTHLY' لکھیں۔

ماہنامہ 'رضوان' ۱۶۲/۵۴ ۔ محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لئے نظامی آفسٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان، محمد علی لین سے شائع کیا

اپنی بہنوں سے ـــــ مدیر ـــــ ۳
کتاب ہدایت ـــــ مولانا محمد منظور نعمانی ـــــ ۴
حدیث کی روشنی ـــــ مولانا سید عبد الحیٔ حسنیؒ ـــــ ۶
اسوۂ صحابہؓ ـــــ مولانا عبد السلام ندوی ـــــ ۸
اسلام میں عورت کے مالیاتی حقوق ـــــ مولانا عبد الکریم پاریکھ ـــــ ۱۰
والدین کی ذمہ داریاں ـــــ احمد مجتبیٰ قریشی ـــــ ۱۵
راہ حق کی مسافر ـــــ پروفیسر افضل علوی ـــــ ۱۷
مسلمان خواتین کی علمی خدمات ـــــ حکیم محمد اسلم صدیقی ـــــ ۲۳
اسلام میں نماز اور انفاق کی اہمیت ـــــ مولانا رضا احمد ـــــ ۲۸
اے عورت ـــــ ۳۱
بچوں کا گوشہ ـــــ مائل خیر آبادی ـــــ ۳۸
دستر خوان ـــــ ثمینہ صدیقی ـــــ ۳۹

اپنی بہنوں سے

مدیر

ہمارے ملک میں جہاں ایسے لوگ اور ادارے ہیں جن کا مقصد زندگی برائی اور بد اخلاقی کی اشاعت ہے جو رسالوں، اخباروں، تحریروں اور تقریروں سے بے باکی اور بے حیائی کو پھیلاتے پھرتے ہیں وہاں ایسے بھی کریکٹر والے لوگ پائے جاتے ہیں جو بے حیائی کی باتوں کو برداشت نہیں کرتے اور دل و جان سے برا سمجھتے ہیں، تھوڑے ہی عرصہ سے ملک میں مختلف حلقوں سے یہ آواز اٹھنے لگی ہے کہ بر سر عام گندے پوسٹروں کا لگانا بڑے شرم و بے غیرتی کا کام ہے اس کو بند ہونا چاہیے یہ ہماری مشرقی روایات کے خلاف ہے یہ آواز بڑی مبارک آواز ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں ابھی ضمیر زندہ ہیں اور اخلاقی حس پوری طرح مری نہیں ہے لیکن اس تحریک کو جو ہمہ گیر تائید حاصل ہونی چاہیے وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوئی اور ہر حلقہ سے اس کا استقبال نہیں کیا گیا یہ مسئلہ ایسا تھا کہ اس میں ہر شخص کو خواہ وہ عام آدمی ہو یا حکومت کی مشنری حصہ لینا چاہیے تھا۔ حکومت کو ایسا قانون بنانا چاہیے تھا کہ انسانوں کے خلاف و ضمیر، عورتوں کی حیا و پاکدامنی سے کھیلا نہ جا سکے۔ اخبارات و رسائل کو ایک زندہ تحریک بنا کر پے در پے اس کے خلاف آواز اٹھانی تھی، عام لوگوں کو اس کے خلاف صف آرا ہونا چاہیے تھا تب یہ بڑھتا ہوا سیلاب رک سکتا ہے چند بار لکھ دینے سے وہ بھی چند اخبارات کے، چند لفظ کہہ دینے سے کوئی خاطر خواہ فائدہ بر آمد نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ گندے افسانوں، عریاں تصویروں سے خود سنجیدہ سے سنجیدہ اخبارات و رسائل مزین ہوتے ہیں، وہ گھر گھر پہنچائے جاتے ہیں، سنیماؤں میں حد سے بڑھے ہوئے عریاں پکچر دکھائے جاتے ہیں اور اس کی اشاعت کے لیے بیحد گندے پوسٹر اور قد آدم تصویریں سڑکوں اور گلیوں میں پھرائی جاتی ہیں، ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ گندے گانوں کو سنایا جاتا ہے اور سننے پر مجبور کیا جاتا ہے، فلمی میلوں کے ذریعہ آزادی و بے باکی کا سبق سکھایا جاتا ہے، اس طرح ساری فضا اور ماحول کو مسموم کیا جاتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے، بوڑھے مرد و عورت ہر ایک کے نزدیک قابل تعریف بات ہوتی ہے کہ وہ اس تباہ کن تہذیب کو اختیار کرے اس میں قصور عوام کا نہیں ہے در اصل قصور اخبارات و رسائل کا ہے، حکومت اور حکومت کے قوانین کا ہے۔ حکومت چلانے والوں کے اخلاق و کردار کا ہے، وہ جب تک ان تمام سوراخوں کو بند نہ کریں گے جن کے ذریعہ یہ تباہی آ رہی ہے اس وقت تک صرف پوسٹروں کو روکنے اور چند سوراخوں پر مکڑیوں کا جال تن دینے سے سیلاب نہیں رک سکتا۔ آپ اس کاریگر کو کیا کہیے گا جو ایسی دیوار پر سفیدی کر رہا ہو جس کی اینٹوں پر لونا لگ چکا ہو اور اندر ہی اندر سے وہ گل رہی ہوں آج ہماری سوسائٹی کا یہی حال ہے اور ہم اوپر اوپر سے پالش کرتے رہتے ہیں اور اندر ہی اندر گھن لگتا جا رہا ہے اور اب اتنا گھن لگ چکا ہے کہ سفیدی بھی کام نہیں دے رہی ہے اس لیے پہلے اصل دیوار کی خبر لینی چاہیے اس کے بعد سفیدی کی فکر کرنی چاہیے۔

توحید حقوق

مولانا محمد منظور نعمانی

چونکہ اللہ کے سوا جن ہستیوں اور جن فرضی معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ اس غلط فہمی کی وجہ سے کی جاتی ہے کہ یہ ہستیاں بناؤ بگاڑ اور نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتی ہیں، اس لیے قرآن مجید نے بہت سے مقامات پر اس صراحت کے ساتھ شرک فی العبادۃ سے روکا ہے کہ تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں، نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ بنا سکتے ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

(سورہ مائدہ ع۔۱۰)

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو! کیا تم اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جن کے قبضہ میں تمہارا نفع نقصان کچھ بھی نہیں اور اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (لہٰذا تمہیں اس کی پکڑ اور اس کے عذاب سے بے خوف نہیں رہنا چاہیے۔

ایک دوسری جگہ ان ہی مشرکین کے متعلق ارشاد ہے:

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ط

(سورہ نحل ع۔۱۰)

اللہ کے سوا اُن ہستیوں کی یہ عبادت کرتے ہیں جنھیں آسمان و زمین میں سے رزق دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں اور نہ ان کو کچھ قدرت ہے۔

قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جو قومیں اور امتیں شرک میں مبتلا ہوئیں اور انھوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو بھی اپنا معبود بنایا ان کے نبیوں اور ان میں آنے والے اللہ کے سچے ہادیوں نے ان کو ہرگز اس شرک کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ خالص توحید ہی کی تلقین کی تھی، ارشاد ہے:

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (سورہ توبہ ع۔۴)

انھیں (اگلے پیغمبروں اور اگلی کتابوں کے ذریعہ) جو حکم دیا گیا وہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ صرف ایک معبود حق کی عبادت اور بندگی کریں اس کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں وہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

اور ایک دوسری جگہ فرمایا۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

(سورہ نحل ع۔۵)

اور بھیجا ہم نے ہر قوم میں اپنا پیغامبر اسی دعوت اور اسی پیام کے ساتھ کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، جو سچا معبود ہے اور ہر جھوٹے خدا کی عبادت اور بندگی سے بچو۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ط

(سورۃ الانبیاء ع۔۲)

اور جو پیغمبر بھی ہم نے تم سے پہلے بھیجا اس کی طرف یہی وحی ہم نے کی، اور اس کو یہی پیام دیا کہ میرے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے لہٰذا صرف میری ہی عبادت اور بندگی کرو۔

اس اجمالی بیان کے علاوہ جن انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تعلیم کا قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے قرآن نے ان کے متعلق صراحت اور وضاحت سے بیان کیا ہے کہ ان سب نے پہلی بات اپنی قوم سے یہی کہی کہ تمہاری عبادت اور بندگی کا مستحق صرف ایک اللہ ہے بس اسی کی عبادت کرو، اور اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔

"اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ــــــ اور اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط

قرآن کا بیان ہے کہ یہی بات نوحؑ نے کہی، یہی ہودؑ اور صالحؑ نے کہی، یہی شعیبؑ نے کہی، یہی ابراہیمؑ نے اور ان کے بعد آنے والے سب پیغمبروں نے کہی۔

عیسائیوں نے تثلیث کا عقیدہ گھڑا، اور حضرت مسیح اور روح القدس کو، اور بعض نے حضرت مسیح اور ان کی والدہ مریم صدیقہ کو خدائی میں شریک کیا اور اللہ کے اس پاک پیغمبر پر یہ تہمت دھری کہ اسی نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی، قرآن مجید نے جا بجا اس کو رد کیا اور بتایا کہ اللہ کے دوسرے سب نبیوں رسولوں کی طرح ہمارے بندے اور پیغمبر مسیحؑ نے بھی توحید ہی کی تعلیم دی تھی، اس نے اپنی قوم سے صاف کہا تھا:ــ

وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ہ

(سورۃ المائدہ ع۔۱۰)

اور مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل صرف اللہ کی عبادت اور بندگی کرو، جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے، بلاشبہ جس کسی نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی حامی مددگار نہ ہو گا۔

دوسری جگہ سورۂ آل عمران میں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

حضرت مسیحؑ نے جب اللہ کے رسول کی حیثیت سے اپنی قوم کے سامنے اپنے کو پیش کیا اور فرمایا کہ میں اللہ کے حکم سے کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کر سکتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں اور فلاں فلاں معجزے دکھا سکتا ہوں تو ساتھ ہی صاف صاف یہ بھی ان سے کہہ دیا کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ اسی اللہ کا بندہ ہوں جس کے تم بندے ہو، اور میرا رب اور پروردگار وہی ہے جو تمہارا رب اور پروردگار ہے اور تنہا وہی عبادت اور بندگی کا مستحق ہے، میں تم کو اسی کی عبادت اور بندگی کی دعوت دیتا ہوں، یہی راہ نجات ہے۔

قرآن مجید نے اس موقع پر حضرت مسیح علیہ السلام کے جو الفاظ نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ہ

اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور وہی تمہارا رب ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں پس ہم کو اسی کی عبادت کرنی چاہیے یہی صراط مستقیم ہے۔

مولانا سید عبدالحی حسنیؒ

فضائل قرآن

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں؟ آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے کی زبان سے سنوں، تو میں نے سورہ نساء شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا، فرمایا، اب بس کرو میں نے دیکھا تو آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب یعنی قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا درس دیتے ہیں یعنی مطالب بیان کرتے ہیں تو ان پر سکینت اترتی ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں ان کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید بن معلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں مسجد سے نکلنے کے پہلے تم کو قرآن مجید کی بڑی عظمت والی سورہ تعلیم کروں گا، پھر جب آپ نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تجھ کو قرآن شریف کی بڑی سورہ تعلیم کروں گا آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہی سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت بڑی عظیم الشان ہے، میں نے عرض کیا، اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ یعنی آیت الکرسی حضورؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوالمنذر تجھ کو علم مبارک ہو۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعود بدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لیا کرے تو اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ فطر کی مد میں آئے ہوئے مال) وغیرہ کی حفاظت میرے سپرد کی، پس ایک شخص آیا اور غلہ بھر کے لے جانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی، پھر کہا کہ اس نے بتایا کہ جب بستر پر سونے کے ارادہ سے لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی فرمائے گا اور صبح تک شیطان کا تمہارے پاس گزر نہ ہوگا، آپ نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا، مگر یہ بات اس نے سچی کہی وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان کلابیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن قرآن مجید کو اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران آگے آگے ہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کی تین مثالیں بیان کی ہیں۔ جن کو میں ابھی تک نہیں بھولا، آپ نے فرمایا وہ دونوں سورتیں بادل کے دو ٹکڑے ہوں گے یا دو گھرے سائبان ہوں گے ان دونوں کے درمیان روشنی اور چمک ہوگی یا وہ پرندوں کے دو جھنڈوں کے مانند ہوں گی جو ایک لائن سے اڑ رہے ہوں گے یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کریں گی۔ (مسلم)

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا قرآن پڑھا کرو قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔ تم دونوں بارونق سورتوں بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھا کرو، وہ دونوں قیامت کے دن دو بادلوں کے مانند آئیں گی، یا پڑیوں کے دو جھنڈوں کے مانند آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی بزور سفارش کریں گی، سورہ بقرہ پڑھا کرو کہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور چھوڑ دینا باعث افسوس و ندامت، بے لوگ اس پر نہیں عمل کر سکتے۔ (مسلم)

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورہ کہف کی اول کی دس آیتیں یاد کر لیں وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا، ایک روایت میں ہے کہ سورہ کہف کی آخر کی آیتیں یاد کر لیں۔ (رواہ مسلم)

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کے بغل میں ایک گھوڑا دوہری رسیوں سے بندھا ہوا تھا اس شخص پر بادل سایہ فگن ہونے لگا اس سے دم بدم بہت قریب ہونے لگا۔ بادل جیوں جیوں قریب ہوتے جاتے گھوڑا بدکتا، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سکینہ قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔ (متفق علیہ)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی جو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے پھر آپ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شریف میں ایک سورہ تیس آیتوں کی ہے اس نے ایک اپنے پڑھنے والے کے لیے ایسی شفاعت کی کہ وہ بخش ہی دیا گیا وہ سورہ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو بار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا تو اس نے صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا (گویا وہ اس کو کم سمجھ رہا تھا) آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ سورہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ان عظیم آیتوں کی خبر ہے جو اس رات اتری ہیں ان کے برابر ایسی عظیم آیتیں کبھی نہیں دیکھی گئی تھیں۔ وہ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔ (مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر دم فرما لیا کرتے تھے، جب آپ کا درد بہت بڑھ جاتا تو میں معوذات پڑھ کر آپ پر دم کر دیا کرتی اور برکت کی

باقی صفحہ ۲۷ پر

مولانا عبدالسلام ندوی

علم فقہ

علم فقہ کی تدوین و ترتیب میں صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ کا جو حصہ شامل ہے اس کی تاریخ حسب ذیل عنوانات میں بیان کی جا سکتی ہیں۔

(۱) صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر علم فقہ کی تعلیم حاصل کی؟

(۲) فقہائے صحابہ کے کس قدر طبقات قائم ہوئے۔

(۳) انھوں نے تابعین کو کیونکر فقہ کی تعلیم دی؟ اور فقہ کے مسائل کیونکر مدون کیے؟

(۴) انھوں نے اصول فقہ کے کس قدر مسائل ایجاد کیے؟

(۵) صحابہ کرام کے اختلافی مسائل کا منشا کیا تھا؟

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر فقہ کی تعلیم حاصل کی

عہد نبوت میں علم فقہ بلکہ کوئی علم مدون و مرتب نہ تھا کہ صحابہ کرام باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے، سوال و استفسار کے ذریعہ سے بے شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کیے جا سکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لیے کہ خود قرآن مجید نے سوالات کرنے کی ممانعت کر دی تھی، آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے، مسند دارمی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف تیرہ ۱۳ مسائل دریافت کیے تھے جو کل کے کل قرآن مجید میں مذکور ہیں، اس بنا پر آپ سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرائن و امارات سے ان کے شرائط و ارکان کو مباح، واجب اور منسوخ وغیرہ قرار دیتے تھے۔

صحابیات کو بے شبہ اس طریقہ تعلیم سے فائدہ اٹھانے کا کم موقع ملتا تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے مخصوص نسوانی مسائل عام طور پر بیان بھی نہیں کیے جا سکتے تھے اس لیے ان کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی اور اس طرح فقہ کے بہت سے مسائل واضح اور منقح ہو جاتے تھے۔ انصاریہ عورتیں اس باب میں خاص طور پر ممتاز تھیں، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ کو اعتراف ہے،

نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین

"انصاریہ عورتیں کس قدر اچھی ہیں کہ تفقہ فی الدین سے ان کو حیا باز نہیں رکھ سکتی تھی"

جو صحابہ مدینہ سے باہر رہتے تھے ان کو بھی ہر وقت اس کا موقع نہیں مل سکتا تھا، اس لیے وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند روز قیام کرتے تھے اور فقہی تعلیم حاصل کر کے واپس جاتے تھے تو خود اپنی قوم کے معلم بن جاتے تھے، چنانچہ قرآن مجید کی یہ آیت انہی بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طایفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۸۸)

تم میں ہر قوم سے ایک گروہ کیوں نہیں نکلتا جو تفقہ فی الدین حاصل کرے اور جب اپنی قوم میں واپس جائے تو ان کو ڈرائے شاید وہ لوگ ڈر جائیں،

چنانچہ احادیث کی کتابوں میں اس قسم کی متعدد سفارتوں کا ذکر ہے جو قبائل عرب سے آپ کی خدمت میں آئیں اور مذہبی تعلیم حاصل کر کے واپس گئیں، وفد عبد القیس نے خدمت مبارک میں آ کر عرض کیا کہ ہم ایک طویل مسافت طے کر کے آئے ہیں درمیان میں کفار مضر حائل ہیں اس لیے اشہر حرم کے سوا حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ ہم کو وہ احکام سکھائے جائیں جن کی ہم اپنی قوم کو تعلیم دیں، آپ نے ایمان، نماز، زکوٰۃ روزہ اور خمس کا حکم دیا اور چند ظروف شراب کے استعمال کی ممانعت فرمائی اور کہا کہ اس کو یاد کر لو اور پلٹ کر اپنی قوم کو بھی اس سے مستفید کرو۔

قبیلہ بنو سعد کی طرف سے حضرت ضمام بن ثعلبہؓ آئے اور نماز اور روزے وغیرہ کے متعلق چند سوالات کر کے کہا کہ "میں اپنی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آیا ہوں"۔ غرض اس طرح اکثر صحابہ فقہ کے ضروری اور عملی مسائل سے واقف ہو گئے تھے۔

طبقات فقہائے صحابہ

فقہائے صحابہ کے تین طبقے ہیں۔

(۱) مکثرین، یعنی وہ صحابہ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں۔

(۲) مقلین، یعنی وہ صحابہ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں۔

(۳) متوسطین، یعنی وہ صحابہ جو ان دونوں طبقوں کے بین بین ہیں۔

پہلے طبقے میں صرف سات بزرگ یعنی حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ داخل ہیں، علامہ ابن حزم کا بیان ہے کہ اگر ان بزرگوں کے فتاوے جمع کیے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ سے ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں چنانچہ ابو بکرؒ محمد بن موسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتاوی کو بیس جلدوں میں جمع کیا ہے۔

دوسرے طبقے میں بکثرت صحابہ داخل ہیں اور ان سے صرف دو ایک مسائل منقول ہیں یہاں تک کہ ان سب کے مسائل کو ایک مختصر سے رسالے میں جمع کیا جا سکتا ہے۔

متوسطین میں صرف تیرہ ۱۳ صحابی یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ شامل ہیں، اور ان سب کے فتاوے کو علاحدہ علاحدہ مختصر رسالوں میں جمع کیا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرام نے تابعین کو کیونکر فقہ کی تعلیم دی

موجودہ فقہ کی بنیاد صرف چار صحابہ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتاوی نے ڈالی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ میں باقاعدہ فقہ کی تعلیم دیتے تھے اور ان کے تلامذہ ان کے احکام و فتاوی کو لکھ لیا کرتے تھے چنانچہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

لم یکن احد لہ اصحاب معروفون حرروا فتیاہ ومذاھبہ فی الفقۃ غیر ابن مسعود

ابن مسعود کے سوا کسی صحابی کے تلامذہ نے ان کے فتاوی اور مذاہب فقہ کو نہیں لکھا۔

ان کے تلامذہ میں حضرت علقمہؒ نہایت نامور ہوئے، علقمہ کے انتقال کے بعد ان کے شاگرد ابراہیم نخعی مسند نشین ہوئے اور انھوں نے فقہ کو اس قدر ترقی دی کہ ان کے عہد میں فقہ کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار ہو گیا جس کے سبب سے بڑے حافظ حماد تھے امام ابو حنیفہؒ نے انہی سے تعلیم پائی اس لیے

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

مولانا عبدالکریم پاریکھ

اسلام میں عورت کے لیے مالیاتی حقوق

دور حاضر میں عورت کے حقوق کے لیے ہر جہت سے دوہائی دی جا رہی ہے اور اس کی ادائیگی کے لیے نادان دانشور بہت سی لمبی چوڑی باتیں کرتے ہیں، اہل قلم اور شعراء بھی خوب آواز لگا رہے ہیں عورت، عورت، عورت، لیکن کسی کے قول اور عمل سے یہ پتہ نہیں لگ رہا کہ ان لوگوں کے دل و دماغ میں طبقۂ خواتین کے لیے وہ کون سے فکری اصول ہیں جن کی بنیادوں پر خواتین کے حقوق کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔

بدن کا معائنہ

دور جدید میں جو کچھ ہم نے ان نادان دانشوروں سے سنا ہے اور ان کی تحریر میں پڑھا ہے اس میں ہمیں جو چیزیں ملیں وہ یہ ہیں، عورت کو بے پردہ کرو اور اسے فلمی دنیا میں لے آؤ، ناچ گانوں کی محفلوں میں اس کے بدن کا معائنہ کرو، دفتروں کا موں میں حسین عورتوں کو قریب رکھتے ہیں، اور رنگ اور نوکری دلانے کی لالچ، نوکری کی لالچ میں طبقۂ خواتین کو لائن میں کھڑی کیا، پھر ان کا انتخاب علمی قابلیت، کارکردگی اور تجربہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ عورت کے بدن کی ساخت، حسن، سریلی آواز اور مرد کی مطلوبہ چیزوں کے پائے جانے کی بنیاد پر ہوتا ہے، جس خاتون میں یہ صفات ہوتی ہیں اسے بس نوکری ملتی ہی ملتی ہے، چاہے سرکاری ہو یا غیر سرکاری۔

نوسو دن کی قربانی

بیچاری عورت گھر کی فطری ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ایام حیض کی تکلیف برداشت کر رہی ہے، ایک ایک بچہ کی پرورش پر تیس تیس مہینہ صرف کرنا مدت حمل تک اس کا بوجھ اٹھائے پھرنا دو سال تک دودھ پلانا اور بچہ کو سنبھالنا اس طرح ایک عورت ایک بچہ پر نوسو دن خرچ کرتی ہے، پھر شوہر کی خدمت اور تیمارداری، رشتہ داریوں کو جوڑے رکھنا، یہ سب ذمہ داریاں عورت پر پہلے سے ہی تھیں اب نئے دور کے دانشوروں نے اس پر معاشی بوجھ بھی لاد دیا۔

زندہ جلانے کا حق بھی دیدیجئے

لڑکیوں کو گھر نہیں ملتے، دامادوں کو ڈھیر سا جہیز دیجئے اور پیسے دیجئے، ناز برداری بھی کیجئے اور یہ سب نہ ہو سکے تو بے گناہ بیٹیوں کو زندہ جلانے کا حق سسرال والوں کو دیدیجئے، بس یہی سب کچھ نئے دور کی وہ داستان جو عورت کے حق میں کہی اور پڑھی جا سکتی ہے اب اس بیچاری کے عصمت اور ناموس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی ہے، کپڑا کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری بہت سی استعمال کی چیزیں بازار میں اپنی اہمیت اس وقت تک قائم نہیں رکھ سکتی ہیں جب تک ان چیزوں کے "لیبل" پر نیم برہنہ عورت کو دکھایا نہ جائے، بازار میں پانچ

روپے کا صابن بک نہیں سکتا جب تک اس کے لیبل پر بال بکھرائے یا نہاتے ہوئے یا تولیہ میں لپٹی ہوئی عورت کو نہ دکھایا جائے، کہیں کچھ اور کہیں کچھ استغفراللہ کیا درگت بنائی نادان دانشوروں نے عورت کی عظمت کو پامال کر کے اور دیا کچھ بھی نہیں۔

عورت کا مرتبہ آسمانی کتابوں میں

اب آیئے یہ دیکھیں کہ پیغمبروں نے عورت کو کیا دیا؟ اور آسمانی کتابوں میں اس کا مرتبہ کس طرح اجاگر کیا گیا ہے؟ سب نبیوں سے آخر میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور آدم کے سارے کنبہ کے لیے چاہے وہ مرد ہوں یا عورت ایک ہدایت نامہ (قرآن مجید) خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ رب العزت نے نازل فرمایا، اس "ہدایت نامہ میں ۱۱۴ سورتیں ہیں بعض سورتوں میں طبقۂ خواتین کی ذمہ داریاں ان کے مراتب اور ان کی عظمت کا بالتفصیل تذکرہ ہے اگر سب کا سب معلوم کرنا ہو تو از خود قرآن مجید پڑھیئے اور اچھی طرح پڑھیئے اجمالی طور پر جاننا چاہتے ہوں تو سن لیجئے۔

سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، سورۂ نساء، سورۂ اعراف، سورۂ مریم، سورۂ نور، سورۂ مجادلہ، سورۂ تحریم، سورۂ احزاب، سورۂ طلاق، نزول قرآن کی تکمیل کے موقع تک اور حدیث شریف کے سنت قائمہ کی تعلیم کے سانچہ ڈھانچہ پر دین کا بندوبست قائم ہو جانے پر جو اسلامی معاشرہ تیار ہوا اس میں طبقہ خواتین کے حسنات اور ان کے کارنامے، علمی دنیا میں ان کا حصہ اور ایمان والوں کی سماجی زندگی میں عورت کا اسلامی کردار ہر رخ پر دیکھا جا سکتا ہے، ہر پہلو پر اس مختصر مضمون میں روشنی ڈالنا ممکن نہیں، طبقۂ خواتین کے حقوق کے تحت چند باتیں سپرد قلم کرتے ہیں،

۱۔ عورت کوئی بیچی خریدی جانے والی جنس نہیں ہے بلکہ ایمان والے مرد کے لیے ایمان والی عورت آدھا ایمان ہے۔

۲۔ عورت جس دن پیدا ہوئی اسی دن اسے ماں باپ کی وراثت میں شریک کر دیا گیا۔

۳۔ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا، نکاح کے بندھن میں آجاتے ہی شوہر سے مہر کی شکل میں میں ایک رقم دلا کر شریعت عورت کو صاحب مال بنانے کی شروعات کرتی ہے، پھر اس کے شوہر کے ترکہ میں سے اولاد ہونے پر آٹھواں اور اولاد نہ ہونے پر ایک چوتھائی حصہ دینا بھی لازم ہو گیا۔

۴۔ اپنے پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد کے ترکہ میں بھی عورت کا حصہ اولاد کے پیدا ہوتے ہی مقرر ہو گیا۔

۵۔ مذہب اسلام نے عورت کو ہر طرح سے حقوق دلا کر صاحب مال بنا دیا ہے، اس لیے اپنے مال پر عورت کو خود ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند بھی شریعت نے کیا ہے، مسلسل سالہا سال زکوٰۃ دینے پر اس کا اصل مال کم نہ ہو جائے اس کیلئے وہ کاروبار بھی کر سکتی ہے صحابہ کرام کے زمانہ میں تجارت کا دارومدار زیادہ تر قافلوں پر تھا اور مسلم خواتین اپنا مال بیچنے کے لیے ان قافلوں کے ساتھ روانہ کر دیتیں اور قافلوں کی واپسی پر دور دراز کے علاقوں سے کفایت سے ملنے والے اسباب کو منگوا کر فروخت بھی کرتیں، گو کہ یہ سارا کام قافلہ میں شامل زیادہ تر مرد ہی انجام دیتے رہے اس پر انھیں بھی حق محنت کے طور پر مناسب معاوضہ مل جاتا۔ اس دور میں بھی نفع نقصان برداشت کرنے کی ذمہ داری کے اصول پر مسلم خاتون کاروبار میں شرکت کر سکتی ہے۔ مالیاتی نظام

میں عورت کو ایسا بھرپور حصہ اسلامی شریعت کے علاوہ اور کوئی نہ دے سکا ہے اور نہ ہی دلا سکتا ہے۔

۶۔ عورت کو اسلام نے حیا کا پردہ اور غیرت کا غازہ بخشا ہے بازاروں میں کھلے سر اور سینہ تان کر پھرنے والی عورت نہیں ہے بلکہ اس کی اصل نسوانیت حیا کی بنیاد پر قائم ہے۔

نصف ایمان

• اسلام نے عورت کو اس کے خود مقام پر ایک باعظمت ہستی قرار دیا ہر وہ اگر بیٹی ہے تو اسے ماں باپ کی محبت حاصل ہے۔ بیٹی کی پیدائش پر باپ کو جہنم سے بچنے کی ایک ڈھال حاصل ہو گئی، بیٹی کی پرورش کو ہماری شریعت میں عار اور بوجھ نہیں مانا گیا بلکہ اسے کار ثواب اور اس پر اجر آخرت کے وعدے کیے گئے۔

اگر وہ بہن ہے تو بھائی کے دست بازو اس بہن پر قربان ہیں، نکاح کے بعد وہ بیوی بنتی ہے تو "نصف ایمان" کا خطاب دربار نبوی سے حاصل ہے، اچھی بیوی کو آدھا ایمان شاید کسی مذہب نے نہیں کہا ہوگا۔ یہاں اسے یہ مرتبہ حاصل ہے، جب ماں بنتی ہر تو اس کے قدموں تلے اولاد کو جنت کی بشارت دی گئی ہے انبیاء و مرسلین خدا کے تمام نیک بندے اور ایمان کے بڑے بڑے پہاڑ بھی آخر کسی عورت ہی کے بطن سے پیدا ہوئے ساری جنتا کو جنم دینے والی بھی یہی ہے، اس کی تجسیم کو خیال میں رکھ کر اسلام نے کوئی معاشی بوجھ عورت پر ڈالنا پسند نہیں کیا ہر ماہ ایام حیض میں اس کا بیمار ہونا، بعد حمل کے وضع حمل اور بچے کو دودھ پلانے تک ۳۰ ماہ کی مدت تک بچے کی خدمت اور پرورش کے لیے اس کا وقف ہو جانا اپنا سارا وقت، چین، اور راتوں کی نیند اولاد کے لیے قربان کرنے والی کا یہ مرتبہ و مقام تو ہونا ہی چاہیے کہ سوسائٹی اسے کسب معاش کی جھنجھٹ سے فارغ کر دے۔

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (۴۶۔ الاحقاف آیت ۱۵)

انسان کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے تھک کر پیٹ میں اٹھائے رکھا، حمل سے ولادت تک اور دودھ پلانے کی مدت تک تیس مہینے برابر اس کی ماں نے بڑی تکلیف اٹھائی۔

اسلام نے اسے بیٹی، بہن، بیوی بہو، ماں معلمہ، مصلح اور محافظ بیت کا مقام عطا فرمایا اور ان سب درجوں کی ذمہ داریاں عام حالات میں اسی کے سپرد کر دیں، کبھی ضرورت ہوئی تو دین و ملت اور قوم و ملک کے لیے اسے میدان جنگ میں بھی لے جایا گیا لیکن وہاں بھی اس سے وہی کام لیے گئے جو اس کی جسمانی ساخت اور مرتبہ و احترام کے عین مطابق ہو عورتوں کی کہیں بھی بے ادبی نہیں کی گئی ہے اس کے وقار کو گرایا نہیں گیا فوجی ٹولوں میں بھی اسے دل بہلانے کا کھلونا نہیں بنایا گیا اس کا جسم کسی بھی قیمت بکنے کی چیز نہیں سمجھا گیا عورت کی تقدیس کی انتہا ہے کہ دنیا میں مذہبی لوگوں کے ہاتھ چومے جاتے ہیں لیکن اسلام میں عورت ماں بن کر اس سے بھی اونچا مقام حاصل کرتی ہے کہ اولاد کے لیے جنت اس کے قدموں میں بتائی گئی ہے۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

کیا عورت پیدائشی بوجھ ہے؟

محسن انسانیت نے اس کی عصمت عفت کا اتنا انتظام فرمایا کہ عورت کی طرف بری نظر سے دیکھنے والوں کی خبر لی گئی عورت پر کوئی ناروا الزام لگانے کو سر بازار کوڑے لگا کر اس کی پیٹھ ادھیڑ دی گئی، لیکن یاد رکھیے یہ مقام عورت کو اسی سوسائٹی میں حاصل ہوگا جو اسلام پر عمل کرتی ہو وہ بھی حقیقی اسلام پر رسمی اور رواجی اسلام پر نہیں، رسم و رواج کی بھینٹ چڑھنے والی سوسائٹی میں لڑکی پیدائش ہی سے بوجھ ہے، نکاح کے بعد ماں باپ کو مقروض چھوڑتی ہے شوہر کے مطالبہ جہیز و تلک، باجے اور بارات جوڑے اور جلوس کی ہوس اگر باپ نے پوری نہیں کی تو شوہر کی نگاہ سے بھی گر گئی ساس کے طعنے تشنے سنتے سنتے تنگ آگئی، نیا گھر اب اسے کھلنے لگا کسی کے حملے کا جواب بھی نہیں دے سکتی زبان کھولے تو زندہ درگور کر دی جاتی ہے۔

کچھ کہو تو اپنے ہی قاتل ہو۔ چپ رہو تو روح پر خنجر چلے۔

ذرا زبان کھلی اور نوبت طلاق کی آئی قصہ ختم نہ ہوا بلکہ ماں باپ اور بھائیوں کے لیے مصیبت بن کر پھر اسی جگہ واپس آگئی جہاں پیدا ہوئی تھی۔

رسم و رواج کی ڈوریاں

عورت پر یہ مصیبت اسلام کی لائی ہوئی نہیں بلکہ مسلمانوں کی دینی غفلت اور احکامات شرعی سے ان کی لاپرواہی کے سبب ملت کی بیٹیوں کو اپنے مقام سے گرنا ہوتا ہے عورت کو اس مصیبت میں ڈالنے والوں بہن بیٹیوں پر قیاس کر کے سوچو کہ اگر دیر ہمارے یہاں کھلی آنکھ سے اس کا یہ مرتبہ دیکھ لیں تو "دار السلام" میں داخلہ کے لیے لائنیں لگ جائیں اور تم ہو کہ رسومات و جاہلیت کے پھندے میں خود بھی پھنسے اور عورت کو بھی بلا وجہ یہاں باندھ دیا کہ اسلام کے عطا کردہ بلند مقام میں عورت کا دھندلا سا ڈھانچہ ہی دکھائی دیتا ہے اور اس کے بھی ارد گرد مکڑی کے جالوں کی طرح رسم و رواج کی ڈوریوں میں اسلامی عورت کا اصل مقام کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔

تاریخ کا بدنما داغ

محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عورت کا انسانی معاشرہ میں جو مقام تھا اس کا بھی جی نہ چاہتے ہوئے تھوڑا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ یہ بدنما داغ انسان کی پیشانی سے کبھی دھویا نہ جا سکے گا کہ جاہلیت میں مرد نے اسی گود کو بے عظمت و بے قیمت کیا جس میں خود پرورش پا کر آدمی بنا، تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ قریب قریب تمام اقوام عالم میں عورت کے ساتھ وحشیانہ سلوک کی داستانیں فقط کہانیاں نہیں عین حقائق تھے۔

یونانیوں نے کہا کہ سانپ کا ڈسا بچ سکتا ہے عورت کا ڈنک ہلاکت ابدی کا سبب ہے۔

یوحنا کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ عورت شر و فساد کی بیٹی ہے۔

قدیس برنا، کا یہ قول بتایا گیا کہ عورت شیطان کی ایجنٹ ہے۔

سقراط کو تاریخ یہ کہتے ہوئے بتاتی ہے کہ جتنے ذلیل مرد ہیں وہ تمام کے تمام تناسخ کے عالم میں عورت بن جاتے ہیں۔

قدلس جان ڈسین کا قول ہے کہ عورت دوزخ کی چوکیدار ہے، امن کی دشمن ہے اسی کے اکسانے پر آدم نے جنت کو چھوڑا تھا، مگر قرآن مجید یہ کہتا ہے جس نافرمانی کی وجہ سے جنت چھوڑنی پڑی تھی وہ آدم اور ان کی بیوی دونوں نے کی تھی زَلَّهُمَا كِلَاهُمَا تصور اکیلی عورت کا نہیں تھا بلکہ عورت مرد دونوں اس غلطی کے مرتکب ہوئے تھے۔

گریگری کو یوں کہتا ہوا بتایا گیا کہ عورت اژدہا ہے۔

رومۃ الکبریٰ میں عیسائیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا، معمولی قصور پر عورت قتل کی جاتی تھی۔

سولہویں صدی میں جادوگری سر نفرت کی تحریکیں شروع ہوئیں تو اس کا نشانہ عورت کو بنایا گیا، حالانکہ فن جادوگری میں عورت کا پیر و مرشد مرد تھا۔

فطرت کا بوجھ

رومن کیتھولک مذہب میں عورت کلام مقدس کو چھو نہیں سکتی اسلام میں حیض، زچگی اور جنابت کے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر عورت نماز اور کلام اللہ پڑھ سکتی ہے، کتاب اللہ کو ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ مردوں کی طرح قرآن کریم کی تلاوت کا عورت کو بھی مساوی حق حاصل ہے، عرب جاہلیت میں عورت جائیداد کی طرح مانی گئی اور متوفی کے ورثہ میں تقسیم کر کے اسے بے عصمت کیا جاتا رہا، آج کی جاہلیت جدیدہ میں عورت کو بس کنڈکٹر، کلرک، قلی، مزدور اور ڈرائیور وغیرہ بنا کر اس کی کمائی کھائی جاتی ہے جب کہ فطرت کا ڈالا ہوا بوجھ حیض زچگی وغیرہ کے مرحلوں میں مرد اس کے ان امور میں کوئی بوجھ نہیں اٹھا سکتا پھر اس کے حسن کو بازار کی زینت بنا دیا گیا۔

بات کہنے کی نہیں مگر

جاہلیت جدیدہ کا معاشرہ جنسی تسکین کے لیے ہی عورت کا دم بھرتا ہے اسے تو صرف عورت کا حسن اور تازہ جسم چاہیئے، بدصورت یا سانولا اور جھریوں والا جسم ان کے نزدیک عورت کا جسم نہیں اس لیے وہ قابل احترام کبھی نہیں رہا، عورت کے جسم کے ہر ہر حصہ کا لطف چاہیئے بازار میں ہوٹل میں کلب میں، آفس میں، ہوائی جہاز میں بحری سفر میں ہر جگہ حسین عورت چاہیے، خوب رو چاہیئے۔

RECEPTIONIST, STENO-GRAPHER یا محکموں PERSONAL ASSISTANT کی نوکری دینے کا تقویٰ بگھارنے والا کوئی ادارہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا جو بوڑھی، بدصورت اور کالی عورت کو نوکری دیدے، کاروباری مقامات پر کی نوکری کسی بوڑھی عورت کو ہرگز نہیں مل سکتی، پھر اس کے معنی ہوئے، کیا عورت کو فقط اس کے عورت ہونے کی وجہ سے دور جدید میں کچھ دیا جا رہا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں اسے فقط اس کے حسن کی قیمت دی جاتی ہے۔ ۲۰ سے ۳۰ سال کی عمر تک یعنی کل ملا کر دس سال جوانی ڈھل گئی عورت اب حسین عورت کہاں رہی، بوڑھی اور عمر رسیدہ کا کچھ حق باقی نہیں۔ چلو چھٹی ہوئی۔ دوسری بہت سی امیدوار ہیں۔

بات کہنے کی نہیں مگر کہے بغیر چارہ نہیں کہ اس دکھیاری کو معیشت میں حصہ دار بنا کر، برابری کا درجہ اگر دیا بھی گیا ہو تو اس کے حسین و جمیل ہونے کے سبب عورت ہونے کے سبب تو آج کے پڑھے لکھے جاہل بھی اسے کچھ دینے تو کیا دیکھنے اور تکنے کے لیے بھی تیار نہیں۔

حق محنت یا معاوضہ حسن

قانون شریعت کے مخالف عورت کو کیا مقام دینا چاہتے ہیں اس کا اندازہ بھی لگا لیجئے کہ ہوائی جہاز میں مسافروں کا جی بہلانے والی خادمہ کو ہوائی مسافروں کی خواہش اور تسکین قلب کے لیے ہوائی کمپنیوں کے مالک کی مرضی کا لباس پہننے پر چند ٹکوں کا معاوضہ دیا جاتا ہے لیکن یہ معاوضہ عورت کا حق محنت نہیں بلکہ اس کے حسن و جمال و آرائش کی قیمت ہے، یورپ کے ایک ملک میں ایسی خواتین نے محض اس لیے ہڑتال کر دی کہ ہوائی کمپنی کے مالکان مسافروں کو خوبصورت لڑکیوں کے جسم زیادہ سے زیادہ عریاں دکھانا چاہتے تھے، عورت شرم و حجاب کا دوسرا نام ہے اس لیے

والدین کی ذمہ داریاں

احمد مجتبیٰ قریشی

بچوں کو کس طرح کی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے یہ والدین پر منحصر ہے اس سلسلہ میں والدین یا سرپرست کو کن کن مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا ان تمام باتوں پر بخوبی غور و خوض کر لینے کے بعد اسی طرح کی تعلیم سے آراستہ کریں، چونکہ ابتدا ہی سے بچے کے رجحان کو آپ پرکھتے رہتے ہیں، اس لیے یہ ذمہ داری بھی آپ کی ہے کہ اس کے رجحان کے مطابق تعلیم سے آراستہ کریں۔ بیشتر ایسا دیکھا گیا ہے کہ بچے کا رجحان کسی اور مضمون کی طرف رہا ہے لیکن والدین اپنی مرضی کو ظاہر کرتے ہوئے بچے کی دلچسپی اور رجحان کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا حکم جاری کرتے ہیں کہ سائنس، اگریکلچر، کامرس، سوشل سائنس یا آرٹس پڑھنا ہے ایسی صورتوں میں بچے والدین کی ضد کے آگے اپنی لاچاری اور بے بسی کے سبب اپنا ذاتی فیصلہ تبدیل کر دیتے ہیں اور بے دلی سے والدین کی خواہش کے مطابق مضامین کا انتخاب کرتے ہیں جس کا منفی نتیجہ سامنے آتا ہے۔ والدین اپنے اخراجات کو دیکھتے ہوئے مزید موقع دینے کا ارادہ ترک کر دیتے ہیں گویا والدین یا سرپرست اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے بجائے منفی نتائج کا ذمہ دار بچے کی صلاحیت کو قرار دیتے ہیں، لیکن جب بچہ اپنی مرضی کے مضامین کا انتخاب کرتا ہے تو اپنے منتخب کیے مضامین میں پوری لگن اور مستعدی کے ساتھ محنت و مشقت کرتا ہے اور کامیابی حاصل کرتا ہے مقصد صرف یہ ہے کہ ہر والدین یا سرپرست اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی محسوس کریں اور ابتدائی تعلیم سے پہلے اپنے بچے کے ذہن کو پرکھیں پھر اس کے مطابق تعلیم سے آراستہ کریں تو یقیناً ان تمام ناگزیر حالات سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

والدین یا سرپرست کو چاہیئے کہ ہفتہ پندرہ روز یا ماہ میں کم از کم ایک دو بار وقت نکال کر بچے کے اسکول جائیں اور اساتذہ سے مل کر بچے کی تعلیمی کارکردگی دریافت کرتے رہیں ایسا کرنے سے بچے پر نفسیاتی دباؤ پڑے گا، بچے کے بگڑنے اور تعلیم سے لاپرواہی برتنے کے امکانات ختم ہو جائیں گے اور بچے کی کمزوریوں کا بھی پتا چلتا رہے گا، بچہ ایک اچھی سرپرستی میں اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکے گا۔ آپ کا تعاون بچے کے مستقبل کو سنوار سکتا ہے۔

ہماری قوم کا المیہ یہ ہے کہ فضول اور بے مقصد باتوں پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں اگر وہ بچوں کی تعلیم اور تعلیمی زندگی کو معیاری بنانے پر توجہ دیں تو دیگر قوموں کے ہم قدم ہو سکتے ہیں، لیکن ان فضول باتوں پر غور و فکر اور منصوبہ بنانے کے لیے ان کے پاس وقت ہی وقت ہوتا ہے اور ان فضول کاموں میں دلچسپی لینے کے ساتھ ساتھ منصوبوں کو کامیاب بنانے کے لیے جدوجہد کرتے رہتے ہیں لیکن بچے کے بہتر مستقبل کے لیے ان حضرات کے پاس وقت کی کمی ہوتی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ ظاہر ہے ایسے والدین تعلیم پر پیسہ کو ترجیح دیتے ہیں، ان کی یہ بھی خواہش ہوتی رہتی ہے کہ

لے خدا چھین کر ڈر کا چوتھائی حصہ مجھے دے دے ایسے والدین اپنے بچے کے مستقبل کو پامال کرتے ہیں۔ بعض والدین ایسے بھی ہیں جو اپنے کاروباری سلسلے میں اکثر و بیشتر گھر سے باہر رہتے ہیں۔ کبھی کبھی کئی کئی روز بعد گھر آتے ہیں یا دیر رات گھر آئے اور صبح ہوتے ہی کاروباری سلسلہ کے تحت چلے گئے۔ بچوں کو ماں کے زبانی آنے اور جانے کی اطلاع ملتی ہے اور بچے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہیں طرح طرح کے پروگرام بناتے ہیں۔ بیچاری ماں تمام پابندیوں اور بندشوں کے باوجود وہ سختی نہیں کر پاتی جو باپ کی تھوڑی سختی کرنے سے پیدا ہوتی ہے اس لیے ایسے والدین کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود اپنا کچھ قیمتی وقت بچوں کو بھی دیں۔

بچوں کے تعلیمی ماحول کے لیے گھر کا ماحول بھی سازگار ہونا چاہیئے جس گھر میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں یا گھر کا کوئی فرد شراب نوشی کے بعد گھر کے افراد سے گالی گلوچ یا مار پیٹ کرتا ہے یا جوئے میں ہار کر گھر کے افراد پر غصہ دکھاتا ہے تو اس گھر کا ماحول بچوں کی تعلیم کے لیے سازگار ہو ہی نہیں سکتا ایسی صورت میں بچے پر غلط اثر پڑتا ہے وہ ایک عجیب الجھن اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور تعلیم چھوڑ کر گھریلو ماحول میں کھو جاتا ہے جس گھر کا ماحول سازگار ہوتا ہے اس گھر کے بچے صرف تعلیم پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اپنے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لیے نت نئے منصوبے بناتے ہیں اور اسی کے مطابق اپنی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے پختہ ارادے کے ساتھ کڑی محنت کرتے ہیں اور کامیابی حاصل کرتے ہیں اس لیے گھریلو ماحول تعلیم کے لیے ضروری ہے اس کے بغیر بچے کا مستقبل سنوارنا ممکن نہیں۔

بچوں کو تعلیم دلانا ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ ہمارا سماج تین حصوں میں منقسم ہے اعلیٰ طبقہ، متوسط اور ادنیٰ طبقہ۔ پہلے طبقے کے لوگوں کو خوشحالی اور فارغ البالی حاصل ہے، ان کو اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے لیے کسی طرح کی کوئی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اچھے سے اچھے اسکول میں اپنے بچوں کو داخلہ دلاتے ہیں اگر داخلے میں کسی قسم کی کوئی دشواری آتی ہے تو اپنے اثر و رسوخ اور دیگر مختلف ذرائع کا استعمال کرتے ہیں اور داخلہ کرا کے ہی دم لیتے ہیں مگر داخلے کے بعد بچہ کیا کر رہا ہے تعلیم میں دلچسپی لے رہا ہے یا نہیں یہ دیکھنے یا معلوم کرنے کی زحمت نہیں اٹھاتے متوسط طبقے کے لوگ اوسط زندگی گزارتے ہوئے اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں وہ داخلے کے لیے مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کراتے ہیں اگر بچہ خود اپنی لیاقت سے داخلہ حاصل کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ یہ طبقہ بھی اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرنے سے نہیں چوکتا۔ پس اس حد تک اپنے ذرائع کا استعمال نہیں کر پاتا جتنا اعلا طبقے کے لوگ کرتے ہیں۔ یہ طبقہ داخلے کے بعد اپنے بچوں کی نگرانی کرتا رہتا ہے، تیسرا طبقہ ادنیٰ طبقہ ہے جو مالی دشواریوں میں گھرا رہتا ہے جب کہ اس طبقے کے بعض بچے بہت ذہین ہوتے ہیں مگر ان کے والدین مالی دشواریوں کے سبب پڑھائی کے اخراجات کو برداشت نہیں کر پاتے، جو والدین تعلیم کی اہمیت اور افادیت کا شعور رکھتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کی جد و جہد کرتے رہتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ان کی دیکھ ریکھ کریں اور ان کی پریشانیوں اور دشواریوں کو دور کریں تو بچے بگڑنے یا تعلیم سے غفلت برتنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ بچہ اپنے والدین کی امیدوں کو پورا کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے گا اور کامیابی حاصل کرے گا اس لیے والدین کو چاہیئے کہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے بچوں کے مستقبل کو روشن بنانے میں مدد کریں۔ آپ کا تعاون ہی بچے کے بہتر مستقبل کا ضامن ہے۔ ★★

راہِ حق کی مسافر

پروفیسر افضل علوی فارسی زبان کے استاد اور اسلامی سیرت و اخلاق کا ایک اچھا نمونہ ہیں اور اس حوالے سے انھوں نے ہزاروں نوجوانوں کی تعلیم و تہذیب میں حصہ لیا۔ وہ ایک صاحب اسلوب ادیب، طنز نگار اور شاعر ہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انھوں نے بعض پراسرار واقعات سے پردہ اٹھایا۔

وہ ندی جسے اس کو اپنے طائفے سمیت پار کرنا تھا، بڑھی ہوئی تھی، لیکن اسے اس معاملے میں کوئی خاصی پریشانی اور گھبراہٹ بھی نہیں تھی کیونکہ جس گاؤں والوں نے اسے بلایا تھا وہ اس کے لیے کشتی کا بندوبست کرنے گئے ہوئے تھے اور وہ سراپا نازبنی کشتی کے آنے کی منتظر تھی مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ اگلے ہی لمحے اس کے ساتھ جو کچھ بیت جانی ہے وہ اسے اس قابل نہیں رہنے دے گی کہ وہ کبھی اس ندی کو پار کر سکے جو ضلع ہوشیارپور کے گاؤں "اڑبڑا ں ٹانڈے" کو دوسرے گاؤں سے الگ کرتی ہے۔

اسے پتہ ہوتا تو اس راہ ہی نہ آتی یا کم از کم اس کے ساتھی اسے نہ آنے دیتے مگر پوری انسانی زندگی کا المیہ تو یہی ہے کہ اگلے لمحے کے بطن میں ہمارے لیے جو کچھ پنہاں ہوتا ہے ہمیں اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ یہ پتہ لگ جائے تو ہمیں ہماری حرص و آز کی ان ترکتازیوں سے نجات نہ مل جائے جس کا شکار کبھی ہم خود ہوتے ہیں تو کبھی دوسروں کو بناتے ہیں۔ ہم دوسروں کا حق اور مال غصب کر کے شاندار بنگلوں اور مکانوں کی تعمیر میں منہمک ہوتے ہیں۔ درآنحالیکہ موت ہمارے تعاقب میں ہم سے ہماری جوتی کے تسمے بھی زیادہ قریب پہنچ چکی ہوتی ہے۔ موت کے اس خوفناک قرب کا احساس ہو جائے تو ہماری بے شمار لایعنی دلچسپیوں سے ہمارا جی اچاٹ نہ ہو جائے مگر مشیت ربی کو شاید ہماری فراست اور دانائی کا امتحان منظور ہے کہ ہمیں آئندہ لمحات کے بطون میں پنہاں رازوں سے بے خبر رکھ کر یہ دیکھتی ہے کہ ہم از خود اپنے آئے روز کے مشاہدات و واقعات کی زبان سمجھتے ہیں کہ نہیں جو پکار پکار کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ یہ دنیا جو چل چلاؤ کا مقام ہے دل لگانے کی جگہ نہیں ہے یہ تو مزرعہ آخرت ہے، آخرت کے لیے کوئی توشہ کوئی نقد عمل تیار کرنے کی جگہ...... مگر ہائے یہ انسان کی غفلت شعاریاں اور ہائے یہ اس کی سفاکانہ عاقبت نااندیشیاں کہ اس دنیا ہی کو مقصود بالذات سمجھ بیٹھا ہے۔ کسی کے انجام سے کسی کے دل سے عبرت پذیر ہوتا ہی نہیں تاآنکہ وہ فیصلہ کن گھڑی آ پہنچتی ہے، جب پچھتاوا، ندامت اور عبرت پذیری کچھ کام نہیں دیتی اور وہ سب ٹھاٹھ باٹھ جس کی فراہمی کے لیے اس نے کیا کیا جتن اور کیا کیا

خشکیاں نہیں کی ہوتیں پڑے کا پڑا رہ جاتا ہے اور بنجارہ لاد بھی چلتا ہے۔

مگر آپ تو اس سخن گسترانہ بات سے زیادہ اس سراپا ناز کے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب ہو رہے ہوں گے جو ندی کنارے، پار کرائے جانے کی منتظر کھڑی تھی، موضع اڑبڑاں ٹانڈے کی مشہور ندی جو ہر برسات میں جوبن پر آ کر اپنے کناروں سے بہہ نکلتی تھی اور اگلے گاؤں جانے کی راہ مسدود کر دیتی تھی۔ اس چڑھی ہوئی ندی سے کچھ فاصلے پر ہی گاؤں کا وہ قبرستان تھا جہاں ایک زندہ ہستی "موتوا قبل ان تموتوا" پر عمل کرتے ہوئے جیتے جی مر کر آ بسی تھی۔ وہ کون تھی؟ کیا تھی؟ کہاں سے آئی تھی؟ اس کا کیا نام تھا؟ گاؤں میں کسی کو معلوم نہ تھا اور معلوم ہوتا بھی کیوں؟ وہ تو ان "بے نام" "بے نشان" ہستیوں کے گروہ سے تعلق رکھتی تھی جنھوں نے اپنا نام اور نشان 'اس ذات' کے عشق میں گم اور فنا کر دیا ہوتا ہے جو تمام ناموں اور نشانوں کی مالک ہے اور آخر کار نام اور نشان رہنا بھی ہے تو اسی کا' البتہ گاؤں والوں نے از خود نام و نشان سے بے نیاز ہستی کا نام رکھ چھوڑا تھا۔ ہم دنیا والے بھی عجب ستم ظریف ہیں کہ کسی کو بے نام نہیں رہنے دیتے لیکن اگر کوئی بہت نام پا جائے یا نام کما جائے تو پھر اس سے جلے بغیر بھی نہیں رہتے۔

بہر حال گاؤں والے سوختگان عشق کے قبیلے سے تعلق رکھنے والی اس ہستی کو مائی ستانی کہتے تھے۔ اس مائی ستانی نے اپنے مسکن کے طور پر گاؤں کے اس سنسان ویران قبرستان کو چنا تھا جہاں رات کا سناٹا چھا جانے کے بعد خوف و دہشت کا وہ سماں پیدا ہو جاتا کہ اچھے بھلے "جی دار دل" کو ادھر کا رخ کرنے کی ہمت نہ پڑتی اور یہ عورت ذات اکیلی تنہا یہاں آ بسی تھی اور خوف و دہشت کے ان تمام احساسات و جذبات سے بالاتر ہو کر جو ہماری بشریت کا تقاضا ہیں اور جس کا ہم سب شکار ہیں بڑے اطمینان و سکون سے رہنے لگی تھی۔ اور یہ بات اور بھی حیرت انگیز ہے کہ جب وہ یہاں آئی تھی تو کوئی بوڑھی ستانی نہیں تھی' اس وقت تو وہ بالکل ایک خوبرو مٹیار تھی جیسی آج سے نصف صدی پہلے دیہات کی اکثر حور صفت مٹیاریں ہوا کرتی تھیں گھی مکھن اور سرسوں کے ساگ پر پلی بڑھی سرخی غازہ سے بے نیاز مٹیاریں جن کے حسن سادہ کے سامنے شہروں کے مصنوعی حسن کبھی بھی نہیں جچتے۔ تو وہ اس حسن سادہ اور اس عالم شباب میں قبرستان میں آ کر بیٹھ گئی تھی اور گاؤں والوں نے اس کے اس فعل کو بڑی حیرت سے دیکھا تھا مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ کسی کو اس سے پوچھنے اور اس سے ہم کلام ہونے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ اس کی شخصیت کے اردگرد ایک عجب سا رعب و ہیبت کا ہالہ تھا جو ہم دنیا داروں کے ظاہری حفاظتی انتظامات سے کہیں بڑھ کر موثر تھا اور اس ہالے کو توڑنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ویسے یہ "ہالہ" ہر اس شخصیت کے گرد تن جاتا ہے جو اس حیرت انگیز کائنات میں صرف "اس ایک" کے ڈر اور خوف کے سوا باقی سب کا خوف دلوں سے نکال دیتا ہے جو اس کائنات کا مالک بھی ہے اور خالق بھی۔ بہر حال گاؤں والے مدتوں اسے اپنے قبرستان میں دیکھتے رہے۔ وہ کیا کھاتی ہے کیا پیتی ہے کب سوتی ہے کب جاگتی ہے کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ وہ تو بس اسے ہمیشہ کبھی ایک بوسیدہ سی قبر میں اور کبھی اس سے باہر ایک عالم تحیر ہی میں بیٹھے دیکھتے اور پھر آہستہ آہستہ گاؤں والے اس سے مانوس ہونے لگے اور رعب و ہیبت کی جگہ ان کے دلوں میں اس کے لیے بے پایاں احترام کے جذبات پیدا ہو گئے اور وہ اسے کبھی ستانی تو کبھی مائی جی کے نام سے یاد کرنے لگے۔ وہ اسے اپنے گاؤں کے لیے ایک بابرکت و بارحمت ہستی خیال کرنے لگے اور ان کا یہ خیال کچھ غلط بھی نہ تھا۔ جب سے وہ یہاں آ کے بسی تھی ندی کے منہ زور سیلابی پانی نے گاؤں کا کبھی رخ نہ کیا تھا۔ لیکن اس تمام عقیدت و احترام کے باوجود اس ستانی "اللہ کی ستانی"

کی زندگی کے داخلی حصے میں کسی کو جھانکنے یا اس کے بارے میں سوال کرنے کی اجازت تھی نہ جسارت' البتہ اس بارے میں کسی کو تھوڑی آگاہی تھی' کسی کو کچھ خبر تھی تو وہ گاؤں کے نمبردار چودھری مولا بخش اعوان کی جوان و خوبصورت مگر سادہ و معصوم صاحبزادی سلطان بی بی تھی۔ ہاں مائی ستانی کو گاؤں میں اگر کسی سے پیار تھا کسی کی صحبت سے اگر اسے وحشت کے بجائے قرار آتا تھا تو وہ گاؤں کی یہی فرشتہ خصلت دوشیزہ تھی اور اسی عفت شعار بی بی کے ذریعے گاؤں والوں کو مائی ستانی کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئی تھیں اور انھیں پتہ چلا تھا کہ یہ ہستی دنیا و اہل دنیا سے بے نیاز ہستی' دل کی چوٹ کے ہاتھوں دنیا تیاگ کر پورے تبتل کے ساتھ اپنے رب سے لو لگانے پر آمادہ و تیار ہوئی تھی۔

چودھری مولا بخش نمبردار کی بیٹی کی طرح مائی ستانی بھی ایک گاؤں کے بڑے گھرانے کی بیٹی تھی اور اس کی شادی بھی ایک اونچے گھرانے میں ہوئی تھی اور اسے چاہنے والا ایک انتہائی خوبرو شوہر ملا تھا۔

گاؤں والوں کی نظروں میں یہ ایک خوبصورت اور خوش نصیب جوڑی تھی۔ لیلیٰ مجنوں کی طرح ایک دوسرے کی دیوانی جوڑی' مگر نہ جانے اس جوڑی کو کس کی نظر لگی کہ تقدیر کے حوادث کے ترکش سے ایک تیر ایسا آ کر لگا جس نے چاہنے والے جوان و گبھرو کی جان ہی لے لی۔ مائی ستانی عین عالم شباب میں تھی جب کہ اس کی شادی کو بمشکل ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا اور اس کے حنائی ہاتھوں کی سرخی بھی ابھی پوری طرح مدھم نہ ہو پائی تھی' بیوہ ہو گئی' اس کے لیے یہ ایک جانکاہ' جگر کو چھلنی کر دینے والا صدمہ تھا' نہیں' یہ صدمہ نہیں بلکہ اس کے لیے قیامت تھی' مگر آفرین کہیے اس کے صبر و استقامت پر کہ اس نے یہ قیامت ایک حیران کن خاموشی کے ساتھ جھیلی' اس نے عام عورتوں کی طرح بین ڈالے نہ آہ و فغاں کی۔ گاؤں والے اس کے سسرال والے اور گھر والے اس کے صبر و تحمل پر حیران بھی تھے اور پریشان بھی... اور ان کی پریشانی بجا تھی' جانکاہ صدمے پر آدمی دو چار آنسو بہا لے تو دل کو تھوڑے سکون و قرار آ جاتا ہے مگر مکمل چپ اور خاموشی تو بعض اوقات انتہائی جان لیوا ثابت ہوتی ہے مگر یہ لوگ غالباً یہ بھول گئے تھے کہ رونا تو وہ ہے جو زندہ ہو' اور چاہنے والے اور چاہے والے جوان رعنا شوہر کی اچانک موت کے بعد وہ زندہ کہاں رہ گئی تھی' دنیا والوں کی نظر میں حکمت و طب کی نظر میں وہ زندہ تھی مگر در حقیقت وہ تو اپنے شوہر کے ساتھ ہی مر گئی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی دفن بھی ہو جاتی مگر وہ مجبور تھی کہ مر کر بھی دفن نہ ہو۔ کیونکہ دنیا والوں کی نظر میں تو وہ ابھی زندہ تھی' جوان تھی مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ایک ایسی موت سے ہمکنار ہو چکی تھی جس نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں اسے جھنجھوڑ کر خواب سے جگا دیا تھا اور اس حقیقی بیداری میں اس نے دیکھا کہ یہ دنیا جس پر لوگ مرے مٹے جا رہے ہیں یہ کچھ بھی تو نہیں' فانی' ناپائیدار' غیر وفادار' دھوکا دینے میں انتہائی ماہر چالاک۔ نماز روزے کی پابند تو وہ پہلے سے تھی مگر اس احساس و عرفان نے اسے وہ منازل سلوک و طریقت بجلی کی سی تیزی کے ساتھ طے کرا دیں جن کو طے کرنے کے بعد دل کی دنیا میں وہ روشنی وہ نور آتا ہے جس کے آنے کے بعد کسی سے خوف رہتا ہے نہ امید..... اس کے جانکاہ غم نے اسے اس کے رب سے ملا دیا تھا۔ صحیح کہا ہے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے کہ

بر شکستہ می نگیرد فضل رب

اور پھر ایک دن ایک اور تیر چلا جو اس کے پردہ سماعت سے ٹکراتا ہوا اس کے جگر میں ترازو ہو گیا۔ یہ کسی سنگ دل کی زبان سے نکلا ہوا تیر تھا۔ اس کے سسرال والوں میں سے کسی نے کسی سے کہا:

"یہ منحوس لڑکی ہمارے چاند جیسے گبھرو لڑکے کو کھا گئی ہے"

کمان کے تیر سے بھی زیادہ تیز' ہلک' زبان سے نکلا ہوا یہ تیر اس کے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا' دنیا سے اس کا دل تو کب کا اچاٹ ہو چکا تھا' پھر اس گھر سے بھی جو اس کے

مرحوم محبوب شوہر کی نشانی کی حیثیت رکھتا تھا اس کا دل اچاٹ ہوگیا اور پھر ایک دن بغیر کسی کو کچھ بتائے چپ چاپ اپنے مرحوم محبوب کے گھر سے نکلی اور اس کی یاد کا سائبان سر پر تان کر اس قبرستان میں آ بیٹھی اور اب وہ تھی اور رب کی یاد۔ ہاں یہ الگ بات تھی کہ خدائے حقیقی کی یاد میں کبھی کبھار اس کے خدائے مجازی کی یاد اس کے من کی دنیا میں ایک ہلچل سی مچا دیتی اور ایک دکھ بھری ٹھنڈی آہ اس کے ہونٹوں سے نکل جاتی۔ سُنا گیا ہے، ایک دفعہ اس کے گھر والے اسے ڈھونڈتے ڈھانڈتے اس قبرستان میں آ نکلے تھے مگر اس نے کچھ اس انداز سے انھیں اپنے حال پر چھوڑ دینے کو کہا کہ پھر انھیں اصرار کی جرأت نہ ہو سکی اور وہ روتے دھوتے واپس چلے گئے۔

اور اب اسے اس گاؤں میں کسی سے انس ہوا تھا تو وہ چودھری مولا بخش اعوان نمبردار کی بھولی بھالی خوبصورت صاحبزادی تھی جو جب کبھی اپنے کھیتوں کی طرف جاتی تو مستانی کی خدمت میں حاضری دیتی۔ مستانی اسے دیکھ کر مسکراتی، کبھی کبھار زیادہ ہی مہربان ہوتی تو ایک آدھ بات بھی کر لیتی اور کبھی کبھار عالم ملکوت سے عالم ناسوت کی طرف آتی تو اپنی اس محبوب نظر سے کھانے کی کسی چیز کی فرمائش بھی کر دیتی۔ جس دن مائی مستانی ایسی کوئی فرمائش کرتی وہ دن چودھری مولا بخش نمبردار کے گھر والوں کے لیے عید کا دن ہوتا اور وہ بڑے چاؤ سے مائی مستانی کے لیے مطلوبہ چیز تیار کر کے اپنی صاحبزادی ہی کے ہاتھ سے پہنچاتے کہ اور کسی کے ہاتھ سے تو وہ کوئی چیز لینے کی روادار ہی نہ تھی۔

ایک ایسی ہی کیفیت میں ایک دن مائی مستانی نے مہربان ہوتے ہوئے کہا:

"دھی رانی آج تو میرا زردہ کھانے کو جی چاہتا ہے۔"

اور دھی رانی اس فرمائش پر پھولے نہ سمائی۔ گھر بھاگی گئی اور بڑے اہتمام سے چاول تیار کرنے شروع کیے۔ زردے کے تمام لوازمات پورے کرنے کے لیے کشمش بادام اور ناریل وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اتفاق سے دیہات کا نائی آیا بیٹھا تھا۔ اسے کشمش صاف کرنے اور ناریل کاٹنے کترنے کو دیا اور پھر جب زردہ تیار ہو گیا تو مائی مستانی کی پیاری چودھری مولا بخش کی صاحبزادی ایک بڑی پلیٹ میں ڈال کر مائی جی کے پاس لے گئی، لیکن آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ جب صاحبزادی نے پلیٹ کا سرپوش اٹھا کر اسے مائی جی کے پاس رکھا تو اس نے اس پر ایک گہری نظر ڈال کر اسے کھانے کے بجائے پرے ہٹاتے ہوئے قدرے خفگی آمیز پیار سے سلطان بی بی سے کہا:

"سلطان بی بی تیری تو مت ماری گئی جو تو سارے زردے ہی کو پلید کر لائی ہے۔"

اتنا سننا تھا کہ بھولی سلطان بی بی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

"مگر مائی جی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ زردہ تو میں نے خود تیار کیا ہے اور پاک صاف ہاتھوں سے تیار کیا ہے یہ پلید کیسے ہو گیا؟"

اس پر مائی جی قدرے مسکرائیں اور پھر کہنے لگیں:

"میری بھولی رانی! اس میں ڈالا گیا ناریل کس نے کترا تھا؟"

"وہ ہمارے نائی نے" بھولی رانی نے جواب دیا۔

"اسی نے تو سارے زردے کا ستیاناس کیا ہے، اس کم بخت نے بے خیالی میں ناپاک استرے سے یہ ناریل کتر دیا تھا۔ اب تم بھاگ کر جاؤ اور گھر والوں کو بھی زردہ کھانے سے منع کر دو اور اسے کہیں پھینک دو یا کسی جانور کو ڈال دو۔"

اور بے چاری سلطان بی بی ہکا بکا رہ گئی۔ بھاگم بھاگ گھر آ کر اس امر کی سب کو اطلاع دی۔ خیر گزری کہ ابھی کسی نے زردہ نہیں کھایا تھا۔ نائی کو بلا کر حقیقت حال دریافت کی گئی تو اس نے قدرے تامل اور ہچکچاہٹ کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ مگر اس بات نے گاؤں والوں کو مائی مستانی کی روشن ضمیری کا اور بھی معتقد و مداح کر دیا۔

اور پھر ایک دن ایک بہت بڑا افسر گاؤں کے دورے پر آیا۔ افسری کی رعونت و نشہ اس کے دماغ پر بری طرح چڑھا ہوا تھا مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ نشہ اب عنقریب اترنے کو ہے۔ اس نے قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے مائی مستانی کو دیکھا جو پشت پر سے اپنے کرتے کو اٹھائے کسی چھڑی سے اسے کھجا رہی تھی جس سے آتش ہجر میں تپی ہوئی جلد پر سفید سی لکیریں پڑتی چلی جا رہی تھیں، جنھیں دیکھ کر نخوت زدہ افسر نے حقارت سے کہا:

"لکیریں تو یوں پڑی ہیں جیسے کوڑھ ہو گیا ہو۔"

لیکن یہ جملہ اسے بہت مہنگا پڑا۔ مائی مستانی نے اس کا یہ جملہ سن کر اسے چبھتی نظروں سے دیکھا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑائی۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس افسر کے ساتھیوں کو محسوس ہوا کہ ان کا افسر ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اور اب ہونقوں کی طرح خلا میں یونہی گھورے جا رہا ہے۔ پھر کہاں کی افسری، کہاں کا دورہ، جلدی سے اسے شہر لے جایا گیا۔ وہاں تمام ڈاکٹروں نے اس کا معائنہ کیا مگر کسی کو کچھ سمجھ نہ آئی کہ اس فوری اور اچانک اختلال ہوش و حواس کا سبب کیا ہے اور اب علاج تو کیا ہو۔ ایک دن اس کے ماتحت اہل کاروں میں سے ایک کو اچانک خیال آیا کہ کہیں یہ افتاد اس گستاخی کا نتیجہ نہ ہو جو قبرستان میں بیٹھی بظاہر ایک حقیر سی بڑھیا کی شان میں کی گئی تھی۔ اس خیال کا اظہار اس نے اس افسر کی بیگم سے کیا۔ اس نے سنتے ہی مائی مستانی کی خدمت میں حاضری دینے کا عزم کیا اور اپنے پاگل شوہر کو ساتھ لے کر وہاں پہنچی اور بے اختیار ہو کر مائی مستانی کے قدموں میں گر کر رونے لگی۔ مائی مستانی تو شوہر کے معاملے میں خود چوٹ کھائے ہوئے تھی۔ اسے تو پتہ تھا کہ سہاگنوں کے سہاگ اجڑتے ہیں تو ان پر کیا بیتتی ہے۔ وہ اس جوان عورت کو اپنے شوہر کے لیے روتے دھوتے کیسے دیکھ سکتی تھی۔ مائی مستانی کی آنکھوں سے بے اختیار موٹے موٹے آنسو بہ نکلے۔ آنسو جو اس کے محبوب شوہر کی موت پر بھی نہ بہے تھے، آج مدتوں بعد مائی مستانی کی سوکھی مگر جلال بھری نظروں کو سیراب کر گئے۔ مائی جی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور پھر قدموں پر پڑی ہوئی جوان و طرحدار بیگم کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اٹھایا اور کہا:

"بیٹی کیوں روتی ہو، تمہارا سرتاج تو اچھا بھلا ہے جا اسے لے جا۔"

اور سرتاج واقعی اچھا بھلا ہو گیا تھا جو مائی جی کو اب خوف و حیرت اور احترام کے ملے جلے جذبات سے دیکھ رہا تھا۔

تو جناب اسی مائی مستانی سے چند قدم پر چڑھی ہوئی ندی کے کنارے وہ زرق برق لباس پہنے سراپا ناز بنی، ندی پار کرنے کے لیے کشتی کی منتظر کھڑی تھی۔ وہ اپنے علاقے کی مشہور مغنیہ اور رقاصہ تھی اور آج وہ گاؤں کے چودھری کے بیٹے کی شادی پر اپنے ناچ گانے سے گاؤں کے جوانوں کے دل گرمانے آئی تھی۔ آج رات اس نے اپنے سازندوں کی سنگت میں اپنے فن سے قیامت ڈھانی تھی، مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ اب اس کی زندگی میں ایسی کوئی رات نہیں آنی تھی کہ وہ اپنے فن اپنے حسن سے، اپنی بازاری اور مصنوعی عشوہ طرازیوں سے بجلیاں گرا سکے یا قیامتیں ڈھا سکے، کیونکہ آج کچھ لمحے بعد خود اس پر ایک عجیب و غریب "قیامت" بیتنے والی تھی جس کو اسے کسی اور دنیا میں پہنچا دینا تھا مگر وہ اس قیامت سے بے خبر سراپا ناز و اشتیاق، بنی ندی کے پار دور دیکھ رہی تھی تاکہ اسے یہاں مدعو کرنے والے نظر آئیں مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے نظر آئیں، مائی مستانی کی نظر اس پر پڑ گئی۔ مائی مستانی نے قدرے حیرت سے دیہاتی ماحول سے بالکل ہی میل نہ کھانے والی اس فیشن ایبل خوبرو طناز اور سراپا حسن و خوبی جوان عورت اور اس کے زرق برق لباس کو دیکھا اور پھر اپنی محرم راز چودھری مولا بخش کی بھولی اور خوبرو لڑکی سے جو اتفاق سے مائی مستانی سے ملنے آئی ہوئی تھی، مخاطب ہوتے ہوئے کہا:

"مجھے تو یہ کوئی رنڈی لگے ہے۔ دیکھو وہ اس کے ساتھ مرد بھی ہیں، جو طبلے سارنگیاں اٹھائے ہوئے ہیں۔"

"ہاں سنا ہے کہ اگلے گاؤں کے چودھری کے گھر آج رات مجرا ہونا ہے۔" بھولی لڑکی نے معصومیت سے جواب دیا۔

"مگر یہ بری بات ہے، جہنم خریدنے والی بات۔ یہ خود بھی جہنم کو جا رہی ہے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اسی طرف لے جا رہی ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔" یہ کہہ کر مائی مستانی نے پیار سے اپنی پیاری سلطان بی بی کو دیکھا اور خود کلامی کے انداز میں کہا:

"تیرے بجائے اب یہ ٹھیک رہے گی میں تجھے کیوں اس وادی پرخار میں کھینچوں تو تو پہلے ہی اللہ کی نیک بندی ہے، مگر یہ ٹھیک رہے گی۔"

بھولی بھالی سلطان بی بی نے حیران ہو کر مائی مستانی سے پوچھا:

"مائی جی یہ آپ کیا بات کر رہی ہیں؟"

"بیٹی یہ تیرے سمجھنے کی نہیں!" مائی نے یوں جواب دیا جیسے دور کہیں سے بول رہی ہو۔ اور پھر ایک خاص کیفیت کے عالم میں اپنی نظریں اس نجرے پر آئی ہوئی طوائف پر گاڑ دیں اور پھر ایک اور حیرت انگیز بات ہوئی، سراپا ناز بنی طوائف نے دور ندی کے بارے نگاہیں ہٹا کر قبرستان کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نظریں اچانک مائی مستانی کی نظروں سے ٹکرائیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی شعلہ سا اس کی نظروں کے سامنے کوندا ہے اور پھر اس کے وجود میں سرایت کر گیا ہے جس کے بعد وہ بے خود سی ہو کر مائی مستانی کی طرف بڑھنے لگی اور پاس آ کر یکدم مائی جی کے قدموں میں ڈھے سی گئی۔ مائی جی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور پھر کہنے لگی:

"عورت ذات ہو کر تو مردوں میں ناچے کتنی بری بات ہے۔ عورت کی تو آواز کو بھی پردہ کا حکم ہے، کجا کہ وہ خود ہی بے پردہ اور بے حیا ہو جائے۔ آئندہ سے ہماری بیٹی نہیں ناچے گی بلکہ ہمارے ساتھ ہی رہے گی۔"

"ہاں اب میں کہیں نہیں جاؤں گی میں اب آپ ہی کے پاس رہوں گی۔ مجھے تو زندگی میں پہلی دفعہ آپ کے قدموں میں سکون ملا ہے" کل کی طوائف اور آج کی پوتر ہستی نے بے اختیار روتے ہوئے کہا۔

اور پھر سازندوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:

"اب تم یہاں سے چلے جاؤ میں تم لوگوں کے اور تم میرے کام کے نہیں رہے۔" سازندے حیران و پریشان جدھر سے آئے تھے ادھر چلے گئے۔ اور پھر "اڑبڑاں" "ٹانڈے" کے دیہاتیوں نے دوسرے دن دیکھا کہ مائی مستانی کے ہمراہ ایک اور مستانی بھی قبرستان میں بیٹھی ہے جو مائی مستانی کی طرح عالم تحیر میں خاموش بیٹھی خلاؤں میں گھورتی رہتی ہے۔ ہاں مائی مستانی نے اپنا ایک جانشین ڈھونڈ لیا تھا۔

اگر یہ جانشین نہ ملتا تو شاید وہ اپنی چہیتی اور پیاری چودھری مولا بخش نمبردار کی صاحبزادی کو جانشین بناتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو پھر شاید آپ کو مائی مستانی کا یہ ایمان افروز اور خوشبودار تذکرہ پڑھنے کو نہ ملتا جو میں نے اپنی قبلہ احترام والدہ مرحومہ کی زبانی کئی دفعہ سنا اور ہر دفعہ ایک نیا لطف آیا اور کیوں نہ آتا یہ میری پاک باطن اور پاکباز والدہ کی اپنی آپ بیتی ہی تو تھی۔

جی ہاں، آپ ٹھیک سمجھے، چودھری مولا بخش نمبردار "اڑبڑاں" "ٹانڈے" میرے نانا اور ان کی پاک باطن صاحبزادی سلطان بی بی میری والدہ تھی جن کے دیکھنے کو آج آنکھیں ترستیاں ہیں اور کبھی بے طرح برستیاں ہیں اور مائی مستانی کا وہ جملہ کہ "اب تیرے بجائے یہ ٹھیک رہے گی"۔ جسے اس وقت میری والدہ مرحومہ نہیں سمجھ سکی تھیں، میں کہ پکا موحد ہونے کے باوجود اہل اللہ کے تصرفات کا قائل ہوں بخوبی سمجھتا ہوں۔

مائی مستانی اس لطف و محبت کی بنا پر جو اسے میری والدہ سے تھی انھیں اپنے رنگ میں رنگنا چاہتی تھی مگر مشیت ربی کے ناقابل فہم یا پراسرار فیصلے کے تحت قرعہ فال

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

حکیم محمد اسلم صدیقی

مسلمان خواتین کی عملی خدمات

مسلمان خواتین نے خانگی زندگی کے علاوہ، معاشرتی اور سماجی دائرہ میں ان کے حقوق ادا کرتے ہوئے جو خدمات انجام دی ہیں، تاریخ میں ان کے نہ مٹنے والے نقوش و تاثرات چھوڑے ہیں۔ اس باب میں ان میں سے چند خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

راہِ حق میں استقامت

حق و صداقت کی خاطر ہر قسم کے مصائب اور اذیتوں کا برداشت کرنا اور اس پر قائم رہنا، بڑے حوصلہ اور ہمت کا کام ہے یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیے بات کی صداقت کا یقین کامل ہونا ضروری ہے اور یہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جس پر حق کی راہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے خود کھول دیتا ہے۔ پھر اس پر اس راہ کی ساری صعوبتیں اور اذیتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور ان کو وہ ہنسی خوشی برداشت کرنے کے لیے بدل و جان آمادہ و تیار ہو جاتا ہے۔ اس کو ان مصائب کے برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اجر و ثواب کی امید ہوتی ہے۔ اس راہ میں جن خواتین نے آلام و مصائب برداشت کیے اور جنھوں نے اپنی جانیں قربان کیں ان میں سے چند ایک کی داستانِ المناک سنائی جاتی ہے۔

اسلام کے ابتدائی ایام میں جن سعادت مندوں اور ہمت و حوصلہ والے نفوس قدسی نے ایمان قبول کیا تھا ان میں حضرت عمار بن یاسرؓ کا گھرانہ مثالی تھا۔ ان کی ماں حضرت سمیہؓ باپ حضرت یاسرؓ وہ خود اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسرؓ، پیکر اخلاص و رضا کا یہ ایک نادر المثال کنبہ تھا۔ حضرت سمیہؓ، ابوحذیفہ بن مغیرہ کی باندی تھیں۔ وہ بوڑھی اور ضعیف ہو چکی تھیں۔ اسلام قبول کرنے کے جرم بے قصور میں اس بوڑھی کو ہر طرح کی اذیت دی جاتی تھی۔ لیکن کوئی اذیت بھی ان کو دین و ایمان سے سر مو نہ ہٹا سکی وہ نہایت استقامت اور حوصلہ و ہمت سے ان مصائب کو برداشت کرتی رہیں۔ بالآخر ایک دن ابوجہل شقی القلب نے ان کی استقامت اور حوصلہ و ہمت سے زچ ہو کر نہایت وحشیانہ طریقے سے ان کے نازک اور پوشیدہ مقام (شرم گاہ) پر ایسی برچھی ماری کہ اس کی تاب نہ لا کر وہ راہ حق میں شہید ہو گئیں۔ خواتینِ اسلام میں آپ کو یہ فخر و اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ آپ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے اللہ اور رسولؐ کے نام پر اپنی جان آفریں قربان کی۔ رضی اللہ عنہا۔ وہی نہیں بلکہ ان کے بعد ان کے شوہر حضرت یاسرؓ اور بیٹے حضرت عبداللہ بن یاسرؓ بھی اسی طرح اذیتوں کو جھیلتے جھیلتے راہ حق میں شہید ہو گئے رضی اللہ عنہما۔ آپ کے دوسرے بیٹے حضرت عمارؓ کی داستان استقامت کے حیرت ناک واقعات، تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف میں نقش ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خاندان والوں کے آلام و مصائب دیکھتے تو تسلی فرماتے کہ "یاسرؓ کے خاندان والو! صبر کرو، جنت میں ملاقات ہوگی۔"[۹] ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا "اے آلِ عمارؓ! تمھیں بشارت ہو، جنت تمھاری منتظر ہے۔"[۱۰] یہاں حضرت سمیہؓ کے صاحبزادے حضرت عمارؓ کا بھی ایک واقعہ

بیان کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ حضرت سمیہؓ کی قبائے فخر وسعادت کا ایک تکمۂ زریں تھے ایک بار مشرکین مکہ حضرت عمارؓ کو آگ پر لٹا رہے تھے آنحضورؐ اس طرف سے گزرے اور ان کو اس اذیت ناک حالت میں دیکھ کر ان کے قریب پہنچے ان کے سر پر دست شفقت و محبت پھیرتے ہوئے فرمایا "اے آگ، تو عمارؓ پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا جس طرح کہ تو ابراہیمؑ پر ہوئی تھی"[۹۹] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاندان والوں کو دو مرتبہ جنت کی بشارت اور ایک بار حضرت عمارؓ کے لیے مذکورہ دعا ارشاد فرمائی اور یہ سب بشارتیں اس خاندان والوں کو راہ حق میں استقامت اور آلام ومصائب کو برضا ورغبت قبول کرنے کا انعام اور اکرام تھیں رضی اللہ عنہم۔

حضرت زنیرہؓ

یہ ایک رومی باندی تھیں ایمان لانے کی وجہ سے ان کو بڑی سخت اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں مگر یہ جادۂ استقامت پر کوہِ استقلال بنی رہیں بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر ان آلام ومصائب سے آزاد کیا۔ اسی دوران میں ان کی بینائی جاتی رہی تو مشرکین مکہ طعنہ دینے لگے کہ لات وعزیٰ نے تجھ کو اندھا کر دیا ہے مگر اللہ کی اس بندی کے ایمان ویقین کا یہ حال تھا کہ ان کو جواب دیا "تم جھوٹ بولتے ہو۔ لات وعزیٰ نفع یا نقصان کچھ بھی نہیں پہنچا سکتے"۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ جواب اس قدر پسند آیا کہ ان کی بینائی اچانک بحال ہوگئی[۱۰۰] اور دشمن خجل وخوار ہوئے۔

حضرت لبینہؓ حضرت عمرؓ کے خاندان کی ایک باندی:

یہ خاتون محترم اگرچہ باندی تھیں لیکن شرفِ قبول اسلام میں حضرت عمر فاروقؓ سے بازی لے گئی تھیں حضرت عمرؓ ان کو اس جرم پر سخت سزا دیتے تھے کہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔ مارتے مارتے تھک جاتے تو رک جاتے اور کہتے کہ یہ مت سمجھو کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ نہیں۔ ذرا دم لے لوں تو پھر پٹائی کروں گا۔ لیکن ان کی یہ تمام اذیتیں ان کو اسلام پر اور زیادہ مستقیم اور اٹل بنائے رکھتی تھیں اور وہ حضرت عمرؓ کی ان اذیتوں کے جواب میں صرف یہ کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ بھی یہی کرے گا۔ یعنی اسلام قبول کروگے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان کا یہ کہنا سچ ثابت نہ ہوا[۱۰۱] ایسی بہت سی خواتین کے واقعات، تاریخ اسلام کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ یہاں صرف چند خواتین کے واقعات بطور مثال پیش کیے گئے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب خواتین باندیاں تھیں[۱۰۲]۔

میدانِ جنگ میں اسلامی خواتین

خواتین اسلام نہ صرف امور خانہ داری کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتی تھیں بلکہ جب ضرورت پڑتا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء اور اجازت سے میدانِ کارزار میں بھی اپنی استعداد اور حوصلہ کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ وہ زخمیوں کے لیے مشک میں پانی بھر کر لاتیں اور ان کو پلاتیں ان کے زخموں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں زخمیوں کو مقام محفوظ تک پہنچانے میں بھی ہاتھ بٹاتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے علاوہ بہت سی خواتین تھیں جنھوں نے یہ خدمات انجام دیں۔ جس کا ذکر مناسب موقع پر آگے آئے گا۔ اس خدمت کے علاوہ باضابطہ جنگ میں دوبدو تلوار اور نیزہ سے مقابلہ اور مدافعت میں بھی ان کا حصہ ہے چنانچہ حضرت ام عمارہؓ انھیں خواتین میں سے ایک ہیں۔ معرکہ احد میں جب گھمسان کا رن پڑا تو حضرت ام عمارہؓ دشمنوں کے درمیان سے نکل کر رسول کریمؐ کے قریب پہنچیں اور آپؐ کے سینہ سپر بن گئیں وہ تیر اور تلوار سے ان حملوں کو روک رہی تھیں دشمن اسلام ابن قمیہ جب رسول کریمؐ پر حملہ آور ہوا تو ام عمارہؓ نے آگے بڑھ کر اس نابکار کے حملے کو روکا۔ ابن قمیہ نے تلوار سے ام عمارہؓ پر اتنا زبردست وار کیا کہ ان کے کندھے میں گہرا زخم ہوگیا۔ اس کے باوجود انھوں نے اس زخم کی حالت میں بڑھ کر اس پر تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لیے اس پر اثر نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں انھوں نے جس شجاعت وپامردی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے متعلق رسول کریمؐ نے خود اپنی زبان مبارک سے ان کو ان الفاظ میں سراہا۔ "دائیں بائیں جس طرف بھی میں نے رخ کیا ام عمارہؓ کو میری مدافعت میں لڑتے دیکھا"[۱۰۳] رضی اللہ عنہا۔ ان کے ایک لڑکے کو ایک دشمن نے زخمی کر دیا اس دشمن کا جب ادھر سے گزر ہوا تو رسول کریمؐ نے فرمایا۔ "ام عمارہؓ! یہ ہے تمھارے بیٹے کو زخمی کرنے والا"۔ یہ سن کر وہ اس پر ٹوٹ پڑیں اور اتنی زور سے تلوار ماری کہ وہ نابکار وہیں ڈھیر ہوگیا۔ حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "ام عمارہؓ! تم نے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیا"[۱۰۴] ایک دشمن شہسوار آگے بڑھتے ہوئے آیا اور ام عمارہؓ پر حملہ آور ہوا۔ انھوں نے ڈھال پر اس کا وار روک کر اس کا حملہ ناکام کر دیا۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا تو انھوں نے بڑھ کر اس کے گھوڑے پر حملہ کر کے اس کے پیر کاٹ دیے، وہ دشمن پشت کے بل زمین پر آرہا۔ آنحضورؐ یہ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپؐ نے ان کے لڑکے کو آواز دی کہ "ام عمارہؓ کے لڑکے! جاؤ اپنی ماں کی مدد کرو"۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے تو انھوں نے اپنے لڑکے کی مدد سے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا[۱۰۵]۔

اسی احد کے دن ام عمارہؓ کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکھ کر آنحضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا: آج نسیبہ بنت کعبؓ (یعنی ام عمارہؓ) کی ثابت قدمی اور استقلال، فلاں اور فلاں سے بہتر ہے[۱۰۶] اس طرح اس معرکہ احد میں زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دو بار ان کی تعریف وتوصیف میں کلمات لوگوں نے سنے۔ اور سب نے آفریں کی آپ کی اس ہمت وجرأت اور شجاعت کو دیکھیے کہ ان کے جسم پر نیزے اور تلوار کے ایک نہیں بارہ زخم آچکے ہیں اور ابن قمیہ نے جو تلوار کا زبردست وار کیا تھا وہ اتنا گہرا تھا کہ اس کے مندمل ہونے میں ایک سال لگ گئے اور مندمل ہونے کے بعد بھی زخم کی گہرائی کافی باقی رہ گئی تھی۔ لیکن احد کے فوراً بعد ہی جب آنحضورؐ نے حمراء الاسد نامی مقام تک دشمنوں کے تعاقب میں چلنے کے لیے لوگوں میں اعلان فرمایا تو یہ بھی کمر بستہ ہو گئیں مگر کافی خون نکلنے کی وجہ سے اس قدر ناتواں اور نڈھال ہو گئی تھیں کہ مجبوراً نہیں جاسکیں اور مدینہ لوٹ گئیں۔ آنحضورؐ جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو اپنے گھر جانے سے پہلے ام عمارہؓ کی خیریت معلوم کرائی اور جب خیریت معلوم ہوئی تو بہت خوش اور مسرور ہوئے[۱۰۶]۔

تاریخ اسلام میں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ خواتین میں سب سے پہلے آپ نے اللہ کے دین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں ہتھیار اٹھایا اور اس کا جو حق تھا وہ ادا کیا۔ ان کے گھرانے کے تمام افراد شوہر بیٹے بھائی سب اللہ کے رسولؐ کے وفا شعار اور جاں نثار تھے۔ رسول اللہؐ نے اس گھرانے کے لیے یہ دعا دی "اللہ تعالیٰ اس ام عمارہؓ کے گھرانے میں برکت اور اپنا کرم فرمائے"[۱۰۷] احد کے علاوہ بھی ام عمارہؓ نے خیبر وحنین اور یمامہ کی جنگوں میں شرکت کی تھی۔ یمامہ کی جنگ میں لڑتے لڑتے ان کا ہاتھ شہید ہو گیا اور اس کے علاوہ ان کے جسم پر تلوار اور نیزے کے بہت سے زخم پائے گئے تھے[۱۰۸]۔

اُم حکیمؓ: جنگ یرموک میں آپ شریک تھیں آپ کے شوہر عکرمہؓ شہید ہوگئے تھے جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو ام حکیمؓ اپنے خیمہ کا ایک مضبوط ڈنڈا لے کر میدان میں اتر گئیں اور اسی ڈنڈے سے سات دشمنان اسلام کو موت کے گھاٹ اتار دیا[۱۰۹]۔

اسماء بنت یزیدؓ: آپ بھی جنگ یرموک میں شامل تھیں، آپ کے ہاتھوں سے نو رومیوں کو جام فنا پینا پڑا تھا[۱۱۰]

اُمِّ حارث انصاریہ: معرکہ حنین میں آپ شریک تھیں، اس معرکہ میں آپ کی شجاعت اور پامردی کا یہ حال تھا کہ

اسلامی فوج کے قدم میدان سے اکھڑ چکے تھے لیکن یہ بہادر خاتون چند باہمت نفوس کے ساتھ پہاڑ کی طرح جمی ہوئی تھیں [111]

حبیب بن سلمہؓ کی زوجہ محترمہ

جنگ موتہ کے شہرت یافتہ مجاہد فی سبیل اللہ حضرت حبیب بن سلمہؓ سے ان کی زوجہ محترمہ نے جنگ کے موقع پر ان سے پوچھا "بتلائیے! کل آپ کہاں ہوں گے؟" انھوں نے جواب دیا "یا تو دشمنوں کی صفوں کے اندر یا جنت میں (انشاء اللہ)"۔ یہ جواب سن کر انھوں نے بھی پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ کہا کہ "ان دونوں جگہوں میں جہاں بھی آپ ہوں گے مجھے امید ہے کہ میرا مقام بھی وہی ہوگا انشاء اللہ" [112]

اُمِ سلیمؓ: حضرت انسؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام کی والدہ محترمہ ام سلیمؓ احد کے معرکہ میں خنجر لیے ہوئے شریک تھیں اور حنین میں بھی ان کے پاس خنجر تھا۔ اس طرح مسلح ہوکر آنے کی غرض ان سے آنحضورؐ نے پوچھی تو جواب دیا "میں نے اس کو اپنے ساتھ اس لیے رکھا ہے تاکہ اگر کوئی (دشمن) مشرک قریب ہو تو اس سے اس کا پیٹ چاک کردوں" [113]

صفیہؓ بنت عبد المطلب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی معرکۂ خندق میں رسول کریمؐ نے مدینہ میں خواتین اسلام کو ایک قلعہ میں حفاظت کے خیال سے جمع کر رکھا تھا۔ یہود قلعہ کے چاروں طرف گھات لگاکر چکر لگاتے تھے۔ بالآخر ایک یہودی موقع پاکر قلعہ میں داخل ہوگیا۔ قلعہ میں دیگر خواتین کے ساتھ صفیہؓ بھی تھیں۔ انھوں نے یہودی کو دیکھا تو فوراً خیمہ کی ایک لکڑی سے اس پر وار کردیا جس کے صدمہ سے اس کی موت ہوگئی۔ صفیہؓ نے اس کی لاش قلعہ کے نیچے پھینک دی کہ اس کو دیکھ کر دوسرے یہودی قلعہ میں گھسنے کی جرأت نہ کریں۔ چنانچہ یہودیوں نے اس کی لاش دیکھ کر بڑی حیرت کی اور کہنے لگے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا غافل نہیں ہے کہ عورتوں کو بے حفاظت اور بے آسرا چھوڑ دے اور یقیناً قلعہ میں ایسے بہادر اور دلیر موجود ہیں جو ہمارے ہر مقصد کو ناکام بنا سکتے ہیں" [114]

لیلی الغفاریہؓ: لیلی الغفاریہؓ کے متعلق، علامہ ابن عبد البرؒ لکھتے ہیں کہ: "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں وہ (لیلی الغفاریہؓ) نکلتی تھیں۔ زخموں کی مرہم پٹی کرتیں اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتیں" [115]

اُمِ سلیطؓ: ان کے بارے میں ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ "ام سلیطؓ اسلام لائیں، بیعت کی اور خیبر و حنین (کے معرکوں میں) شریک ہوئیں" [116] حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ "وہ (ام سلیطؓ) ہمارے لیے احد میں مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھیں" [117]

ایک انصاری خاتون: معرکۂ احد میں ایک انصاری خاتون، جن کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، ان کو یکے بعد دیگرے ان کے شوہر، باپ، بیٹے اور بھائی کی شہادت کی خبر دی جاتی ہے، مگر وہ ہر خبر کے بعد فرماتی ہیں کہ "یہ تو ہوا، مگر بتاؤ کہ ہمارے صاحب (رسول اللہؐ) کا کیا حال ہے؟" پھر جب ان کو آنحضورؐ کی اچھی خبر سنائی گئی تو انھوں نے بے تابانہ بڑھ کر آنحضورؐ کا جمال جہاں تاب دیکھا اور بے ساختہ خوشی اور مسرت سے پکار اٹھیں "آپؐ کے ہوتے ہوئے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں"۔ آپ کا یہ قول تاریخ اسلام میں زریں حروف میں نقش ہے۔ تاریخ عالم اس شان فدائیت کی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے [118]

حضرت خنساءؓ: حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ میں آپ بھی شریک تھیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے بھی تھے۔ جنگ سے ایک دن پہلے انھوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو جذبہ جہاد اور شوق شہادت اور اس کے فضائل و مناقب پر بہت عمدہ اور پرزور پیرایہ میں وعظ و تلقین کی اور اللہ کی رضا اور خوشی کے ثمرات بتلائے غرض ان چاروں بیٹوں کو پوری طرح جہاد اور حصول شہادت کے لیے آمادہ اور کمربستہ کیا۔ دوسرے دن جنگ شروع ہوئی تو ان میں سے ایک آگے بڑھتا اور اللہ کی راہ میں قربان ہوجاتا تو دوسرا بڑھتا اور وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہوجاتا۔ اسی طرح باری باری چاروں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ ماں نے جب ان سب کے شہید ہوجانے کی خبر سنی، تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ان سب کو اس نے دولت شہادت سے نوازا اور مجھے اعزاز بخشا کہ انشاء اللہ اس کی رحمت اور فضل کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی [119]

حضرت ام عمارہؓ جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ان کا ایک اور واقعہ لائق بیان ہے۔ اس بیان پر یہ عنوان ختم کیا جائے گا۔ واقعات تو بے شمار ہیں، پوری تاریخ اسلامی ایسے سنہرے اور تابناک واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ اگر ان کو اختصار سے بھی بیان کیا جائے تو اس کے واسطے ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔ اس عنوان کے تحت جو واقعات بیان کیے گئے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ کبھی ہمارا دامن بھی کیسے کیسے نایاب و عدیم المثال لعل و گہر سے بھرا ہوا تھا۔ افسوس کہ آج ہم نے ان کے تمام کارناموں اور نقوش کو بالکل ذہن سے فراموش کردیا ہے۔ اب ام عمارہؓ کا اصل واقعہ سنیے: ان کے ایک لڑکے حضرت حبیب بن زید انصاریؓ بچپن ہی میں مدینہ سے مکہ گئے اور وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اس وقت اسلام بہت کمزور حالت میں تھا۔ لوگ چھپ چھپ کر اسلام قبول کرتے تھے اور رسول کریمؐ نے کھل کر تبلیغ کا سلسلہ نہیں شروع کیا تھا۔ حضرت حبیبؓ نے اسلام قبول کرتے وقت عہد کیا کہ اللہ کے دین اور رسول کریمؐ کے لیے ہر طرح کی قربانی دیں گے۔ بوجہ کمسنی بدر و احد میں آپ کو شریک ہونے کی اجازت نہیں ملی جس کا آپ کو زندگی بھر قلق اور رنج تھا۔ ان دو جنگوں کے علاوہ آپ رسول کریمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور داد شجاعت دی۔ لیکن لیلائے مقصود (شہادت) ہاتھ نہ آئی۔ بالآخر مسیلمہ کذاب کے فتنے کے موقع پر رسول کریمؐ نے آپ کو اپنا قاصد بنایا اور ایک مکتوب گرامی آپ کے ذریعہ مسیلمہ کذاب کے پاس روانہ کیا۔ اس نے آداب سفارت کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور آپ کو مختلف قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ ہاتھ اور پیر کٹے اور بالآخر شہید کردیا۔ آپ کی والدہ ام عمارہؓ کو اس دردناک سانحہ کی خبر ملی تو آپ نے انتہائی صبر و شکر کے ساتھ فرمایا "میں نے تجھے اسی دن کے لیے پیدا کیا تھا" اور فرمایا "اس کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ ہی دے گا"۔ اور کہا کہ "تو نے بچپن میں رسول کریمؐ سے بیعت کی اور عہد کیا تھا اور اپنی جوانی انھیں پر قربان کردی۔ بڑا خوش نصیب تھا تو، اور میں تجھ جیسے کی ماں ہوں" [120]۔ ان جملوں میں کتنی تڑپ، ولولہ اور جان ہے۔ ایک لفظ بھی غم فرقت اور جدائی کا نہیں ہے۔ کیسی اولوالعزم حوصلہ مند ماں تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔

میدان جنگ میں اسلامی خواتین کی شرکت کی گفتگو ختم کرتے وقت یہ واضح کرنا ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی نے ریاست کے دفاع اور اس کی حفاظت کا بار اور ذمہ داری عورتوں پر نہیں ڈالا ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی بساط اور استطاعت سے کہیں بڑھ کر جوش و ولولہ اور ہمت و جرأت کے ساتھ جنگ میں شرکت کی۔ وہ از خود، خدا کے دین کو سربلند دیکھنے کی آرزو اور اس کے دشمنوں کی طاقت کمزور اور ختم کرنے کے لیے سینہ سپر ہونے کی تمنا لے کر محاذ جنگ میں شامل ہوئیں اور مردوں کے ساتھ انھوں نے بھی کفر کا جھنڈا سرنگوں کرنے میں حصہ لیا۔ دشمنان اسلام کو ناکام بنانے میں ان خواتین نے جتنا براہ راست حصہ لیا ہے اس سے کہیں زیادہ بالواسطہ باطل کی قوتوں کا مقابلہ کرتی رہی ہیں اور سچ ہے کہ انھوں نے اس کا جیسا حق تھا اس کو پورا ادا کیا۔

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

اسلام میں نماز اور انفاق کی اہمیت

مولانا [illegible] احمد

یقیمون الصلوۃ و مما رزقنٰھم ینفقون۔

"اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

اسلام میں نماز اور زکوٰۃ (جو انفاق ہی کی ایک صورت ہے) کو بنیادی نیکیوں کی حیثیت حاصل ہے۔ سورۃ البقرہ کے آغاز ہی میں متقین کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان میں ایمان بالغیب کے بعد جن دو اعمال کا ذکر ہے وہ صلوٰۃ (نماز) اور انفاق (اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا) ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال کی فہرست تو بڑی طویل ہے لیکن یہاں صرف ان دو اعمال کا ذکر خاص طور پر کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں ساری نیکیاں ان دو بڑی نیکیوں کے تحت ہیں بلکہ انہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان دونوں اعمال کی حقیقت پر اگر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے نماز انسان کو اپنے خالق کے ساتھ صحیح طور پر جوڑ دیتی ہے اور انفاق سے اس کا رشتہ خلق (مخلوق) سے صحیح طور پر استوار ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر ایک شخص اپنے رب کے حقوق ادا کرتا ہے اور خلق کے حقوق بھی پہچانتا ہے تو تمام نیکیوں کی کلید پا لیتا ہے۔ وہ انہی دو نیکیوں کی مدد سے دوسری ساری نیکیوں کے دروازے بھی کھول لے گا اور ان سب کا اختیار کرنا بھی اس کے لیے آسان ہوگا۔ آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جانے کے لیے بھی انہی دو چیزوں کی ضرورت ہے یعنی ایک طرف وہ اپنے رب سے ٹھیک ٹھیک جڑ جائے اور دوسری طرف خلق سے اس کا تعلق صحیح طور پر استوار ہو جائے۔

اقامت صلوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اولین علامت

دین اسلام میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اہل ایمان سے جس عمل کا مطالبہ سب سے پہلے کیا گیا ہے وہ اقامت صلوٰۃ (نماز قائم کرنا) ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عملی اطاعت کی اولین اور دائمی علامت ہے۔ اقامۃ کے معنی کسی چیز کو سیدھا کرنا اور اس کا پورا اہتمام کرنے کے ہیں۔ نماز قائم کرنے میں کم از کم تین باتیں شامل ہیں۔

۱۔ نماز پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کی جائے۔

۲۔ ان آداب کو ملحوظ رکھ کر ادا کی جائے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ہیں۔

۳۔ اس کی ادائیگی کے لیے جماعت کا انتظام و اہتمام بھی کیا جائے۔

متقین کے اوصاف میں ایمان کے فوراً بعد نماز کے ذکر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ اسلامی عقائد کو مان کر بیٹھ جانے والے ہوں وہ قرآن کریم کی ہدایت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ جب موذن نماز کے لیے پکارتا ہے تو اس وقت یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اطاعت کے لیے تیار بھی ہیں یا نہیں۔ پھر یہ موذن دن میں پانچ وقت پکارتا ہے اور جب بھی انسان اس کی پکار پر لبیک نہ کہے اسی وقت ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویدار اطاعت سے خارج ہو گیا ہے۔ پس ترک صلوٰۃ دراصل ترک اطاعت ہے۔ یہی سبب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابؓ نماز کے سوا کسی عمل کو کفر (ایمان کے منافی عمل) نہیں سمجھتے تھے۔ ایک جلیل القدر تابعی عبد اللہؒ ابن شقیق کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے (ترمذی، مشکوٰۃ)

اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے "بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔" (مسلم) نیز آپؐ کا ارشاد ہے "جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہو گئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے صاحب ایمان بندوں کے لیے ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں آپؐ نے یہ بات اس طرح فرمائی ہے: جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑ دی وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔ (طبرانی) غور کیجیے کہ متقین کے اوصاف میں ایمان کے بعد جس عمل کا سب سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے وہ نماز قائم کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی دین اسلام میں یہ اہمیت بیان فرمائی ہے کہ اس عمل کو جان بوجھ کر ترک کرنا ایمان کے منافی عمل ہے اور اس عمل کا عمداً ترک کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ جب اس عمل کی دین اسلام میں اس قدر اہمیت ہے تو اس بنیادی فریضہ کو ادا نہ کرنا یا اس سے غفلت برتنا کتنی بڑی نافرمانی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

انفاق کے معنی ہیں خرچ کرنا عموماً انفاق

Phone : 249174
FAX : 0522-246343

نشکر

اگر آپ ذیابیطس کے شکار ہیں تو چند ہی روز میں نشکر کے استعمال سے شکر میں کمی شروع ہو جاتی ہے قوت واپس ہونے لگتی ہے اور رات کو بار بار اٹھنے اور نیند خراب ہونے سے نجات مل جاتی ہے۔ نشکر کے استعمال سے صرف پیشاب ہی شکر نہیں غائب ہو جاتی ہے بلکہ خون میں بھی شکر کی اتنی مقدار باقی رہتی ہے جتنی ایک تندرست آدمی کے جسم میں ہونی چاہیے۔

دوا کو اگر پابندی کے ساتھ استعمال کرایا جائے تو دوا کو چھوڑنے کے بعد بھی فائدہ برقرار رہتا ہے۔

حسنی فارمیسی
۱۷/۱۰۶/۱۶۴۔ حیدر مرزا روڈ، لکھنؤ ۱۸۔ یوپی

کا مطلب زکوٰۃ ہی سمجھا جاتا ہے لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک انفاق سے مراد ہر قسم کا وہ خرچ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا جائے خواہ وہ فرض ہو یا عام صدقہ وخیرات، قرآن کریم میں عموماً یہ لفظ نفلی صدقات کے لیے استعمال ہوا ہے اور فرض صدقات کے لیے زکوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔

واضح رہے کہ دین میں نماز کے بعد جو دوسرا بڑا عمل ہے وہ انفاق ہے۔ جس طرح زکوٰۃ تو وہ کم سے کم مطالبہ ہے جو اسلام میں ایک صاحب مال سے کیا گیا ہے۔ اسلام کا اصلی مطالبہ تو ہر صاحب ایمان سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو کچھ مال عطا کیا ہے اسے حسب استطاعت خفیہ اور علانیہ تنگی وفراخی ہر حالت میں اپنے بھائی بندوں پر خرچ کرے۔

نماز اور انفاق کی بنیاد جذبہ شکر ہے

انسان جب اپنی ذات اور اپنے گرد وپیش پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالتا ہے تو ہر پہلو سے وہ اپنے آپ کو اللہ کی نعمتوں میں گھرا ہوا پاتا ہے ان نعمتوں کا احساس اس کو ایک طرف اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنے رب کی بندگی و پرستش کرے چنانچہ اس تحریک سے وہ نماز پڑھتا ہے اور پھر یہی جذبہ اس کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ جس طرح اس کے رب نے اس کے اوپر احسان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کے دوسرے بندوں پر احسان کرے۔ اس اعتبار سے نماز اور انفاق گویا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کے دو پہلو ہیں۔ اس لیے شریعت الٰہی میں ان کو دو بڑی بنیادی نیکیوں کی حیثیت حاصل ہے۔ نماز تمام حقوق اللہ کا سرچشمہ ہے اور انفاق تمام حقوق العباد کی اصل ہے۔ جو شخص نماز پورے آداب واہتمام کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لیے اللہ کے دوسرے حقوق ادا کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے اور جو شخص دوسروں کے لیے اپنا مال خرچ کر سکتا ہے وہ ان کے دوسرے حقوق ادا کرنے میں بھی تنگ دل نہیں ہو گا انسان کا دل اگر مال کی محبت اور بخالت کی بیماری سے پاک ہو جائے تو اس کے لیے وہ تمام نیکیاں آسان ہو جاتی ہیں جن سے ایک آدمی اپنے معاشرے کا بہترین فرد بنتا ہے اور اگر اس کا دل مال کی محبت میں گرفتار رہے تو اس کے لیے نیکی کا ہر کام دشوار بن جاتا ہے۔ قرآن کریم نے ایک مقام پر یہ حقیقت اس طرح سمجھائی ہے۔

فاما من اعطی و اتقی ○ و صدق بالحسنی ○ فسنیسرہ للیسری ○ و اما من بخل و استغنی ○ و کذب بالحسنی ○ فسنیسرہ للعسری ○ (سورۃ الیل : ۵-۱۰)

تو جس نے (اللہ کی راہ میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا، بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کی سہولت دیں گے اور جس نے بخل کیا اور (اپنے اللہ سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے پر ڈال دیں گے۔

بقیہ: مسلمان خواتین

۹۷ عورت اور اسلام ۹۸ شمع رسالت کے چند پروانے مولف ہذا ۹۹ ایضاً ۱۰۰ عورت اور اسلام ۱۰۱ ایضاً ۱۰۲ (الف) ایضاً ۱۰۳ عورت اسلامی معاشرہ میں ۱۰۳ ایضاً ۱۰۴ ایضاً ۱۰۵ ایضاً ۱۰۶ ایضاً ۱۰۷ نجوم رسالت حصہ ۵۔ ڈاکٹر عبدالرحمان رافت پاشا اردو ترجمہ مطبوعہ لکھنؤ، ۱۰۸ عورت اسلامی معاشرہ میں بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۸ ۱۰۹ ایضاً (تلخیص) بحوالہ الاستیعاب فی الاسماء الاصحاب ۱۱۰ ایضاً بحوالہ

۱۱۱ ایضاً بحوالہ الاستیعاب فی الاسماء الاصحاب ۱۱۲ ایضاً بحوالہ البیان والتبیین جلد ۲ ۱۱۳ ایضاً بحوالہ مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال ۱۱۴ تلخیص از نجوم رسالت حصہ ۶ ۱۱۵ عورت اور اسلام بحوالہ الاستیعاب جلد ۴ ۱۱۶ ایضاً بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۸ ۱۱۷ ایضاً بحوالہ ایضاً ۱۱۸ شمع رسالت کے چند پروانے بحوالہ سیرت النبی حصہ ۲ ۱۱۹ ایضاً ۱۲۰ تلخیص از نجوم رسالت حصہ ۵

اے عورت!

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔"

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے خطاب کیا گیا ہے مگر مقصود تمام مسلمان گھرانوں میں ان اصلاحات کو نافذ کرنا ہے۔ ازواج مطہرات کو مخاطب کرنے کی غرض صرف یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے اس پاکیزہ طرز زندگی کی ابتداء ہو گی تو باقی سارے مسلمان گھرانوں کی عورتیں خود اس کی تقلید کریں گی کیونکہ یہی گھران کے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آیت کریمہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں ہے لیکن ایسے مواقع پر عورت کا لہجہ اور انداز گفتگو ایسا ہونا چاہئے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی توقع بھی قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو۔ اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو۔ اس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی نہ ہو جو سننے والے مرد کے جذبات کو برانگیختہ کرے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلائے اس طرز گفتگو کے متعلق اللہ تعالیٰ صاف فرماتے ہیں کہ یہ کسی ایسی عورت کو زیب نہیں دیتا جس کے دل میں خدا کا خوف اور برائی سے پرہیز کا جذبہ ہو۔ سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اور اپنے پاؤں (اس طرح) زمین پر نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔

اللہ رب العالمین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیوروں کی جھنکار غیر مردوں کو نہ سنائیں اور اگر ضرورتاً اجنبیوں سے بولنا پڑ جائے تو پوری احتیاط کے ساتھ بات کریں۔ اسی لیے عورت کو اذان دینا منع ہے نیز اگر نماز باجماعت میں کوئی عورت موجود ہو اور امام کوئی غلطی کرے تو مرد کی طرح سبحان اللہ کہنے کی اسے اجازت نہیں ہے بلکہ اس کو صرف ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرنی چاہیئے تاکہ امام خبردار ہو جائے۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ جو دین عورت کو غیر مرد سے بات کرتے ہوئے بھی لچکدار گفتگو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اسے مردوں کے سامنے بلا ضرورت آواز نکالنے سے بھی روکتا ہے کیا وہ کبھی اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ عورت اسٹیج پر آکر گائے، ناچے، تھرکے، کیا وہ اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ ریڈیو پر عورت

عشقیہ گیت گائے اور سریلے نغموں کے ساتھ فحش مضامین سنا سنا کر لوگوں کے جذبات میں آگ لگائے کیا وہ اسے جائز رکھ سکتا ہے کہ عورتیں ڈراموں میں کبھی کسی کی بیوی اور کبھی کسی کی معشوقہ کبھی کسی کی بہن اور کبھی اس کی ماں کا پاٹ ادا کریں یا ہوائی میزبان بنائی جائیں اور انھیں خاص طور پر مسافروں کا دل لبھانے کی تربیت دی جائے یا کلبوں اور اجتماعی تقریبات اور مخلوط مجالس میں بن ٹھن کر آئیں اور خوب مردوں سے گھل مل کر بات چیت اور ہنسی مذاق کریں۔ یہ کلچر آخر ان کو کہاں سے ملا ہے اس میں کہیں اس کلچر کی گنجائش نظر آتی ہو تو اس مقام کی نشاندہی کی جائے بلکہ اسلام میں تو گانا اور آلات موسیقی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، خداوند تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اور باجوں، مزامیر، بتوں، صلیب اور جاہلیت کی تمام بری رسموں اور طریقوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ اور بزرگ و برتر خدا نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پیے گا، میں اس کو دوزخیوں کے بدن سے نکلی ہوئی اتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو شخص میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو پاک حوض میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ آج ہم مسلمان بھی سوچیں کہ شادی بیاہ میں ہزاروں روپے دے کر گانے والیوں کو بلواتے ہیں، خود بھی حرام کام کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی پیسے دے کر حرام کام کرواتے ہیں کہیں تو ایک گانے والی بلائی جاتی ہے اور کہیں پوری جماعت بلائی جاتی ہے اور رات بھر گانا ہوتا رہتا ہے لوگ گانے والیوں سے مذاق کرتے رہتے ہیں اور رقم بھی دیتے رہتے ہیں۔ گانے والیاں بھی اشاروں سے بیوقوف بناتی رہتی ہیں اسی طرح رات بھر ہنسی مذاق ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جاتا ہے اور اذان بھی ہوتی رہتی ہے اور گانا بجانا بھی ہوتا رہتا ہے اذان اور نماز کا احساس نہ گانے بجانے والوں کو ہوتا ہے اور نہ محفل والوں کو ہوتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضؓ (نابینا) آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں ہم کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اندھی ہو کہ اس کو نہیں دیکھ سکتیں ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اندھے صحابی سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا اور آج ہماری بے پردگی کا کیا حال ہے اس کا اندازہ ہمیں خود ہی لگانا چاہیے۔

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے نیک مردوں اور نیک عورتوں کی صفات اس انداز میں بیان فرمائی ہیں۔

ترجمہ: "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں زناکاری سے بچنے والے مرد اور زناکاری سے بچنے والی عورتیں اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے وسیع مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

اے عورت! جب تو توحید پر تھی جب تو دین پر تھی، جب تو پردے میں تھی، جب تو پاک دامن تھی جب تو حق پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیری گود سے ایسے ایسے لال پیدا کیے ہیں کہ زمین تو زمین آسمان کو بھی فخر حاصل ہے۔

توحید کا ڈنکا دنیا میں بجولنے والے

اے عورت! تیری گود سے پیدا ہوئے سچائی کا سکہ دنیا پر بٹھا دینے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، سخاوت کی دھوم دنیا میں مچا دینے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، بہادری کا ڈنکا دنیا میں بجانے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، تیروں کی بوچھاروں اور تلواروں کی چھاؤں میں بھی نماز کو اہتمام سے ادا کرنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے مولوی تیری گود سے پیدا ہوئے، حافظ تیری گود سے پیدا ہوئے قاری تیری گود سے پیدا ہوئے، مفتی تیری گود سے پیدا ہوئے امام تیری گود سے پیدا ہوئے محدثین تیری گود سے پیدا ہوئے، شہید تیری گود سے پیدا ہوئے اولیاء اللہ تیری گود سے پیدا ہوئے اے انبیاء علیہم السلام بھی تو تیری گود سے پیدا ہوئے۔ ہم نے مان لیا کہ تو آج نبیوں کو جنم نہیں دے سکتی کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

لیکن اے عورت! تو وہی عورت ہے جو پہلے تھی تیری وہی گود ہے جو پہلے تھی، تیرا وہی خون ہے جو پہلے تھا، تو آج بھی عالموں کو جنم دے سکتی ہے تو مولویوں کو جنم دے سکتی ہے تو قاریوں کو جنم دے سکتی ہے تو حافظوں کو جنم دے سکتی ہے، تو مفتیوں کو جنم دے سکتی ہے تو محدثین کو جنم دے سکتی ہے، تو سخیوں کو، بہادروں دیانت داروں کو جنم دے سکتی ہے تو شہیدوں کو جنم دے سکتی ہے لیکن جب سے تو نے توحید کو چھوڑا، تو نے پردے کو چھوڑا، تو شرک کرنے لگی تو شراب پینے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، جوا کھیلنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، چوری کرنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، چرس افیون پینے والے تیری گود سے پیدا ہوئے ڈھول، تاشے شہنائیاں بجا کر اسلام کو بدنام کرنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے نماز نہ پڑھنے والے، روزے نہ رکھنے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے اور سود کھانے والے تیری گود سے پیدا ہوئے۔ حیثیت ہوتے ہوئے بھی حج کو نہ جانے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، حق پرستوں کو ستانے والے اور باطل پرستوں کا ساتھ دینے والے تیری گود سے پیدا ہوئے تعزیوں کو پوجنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے کفر کو ثواب سمجھنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے شرک کو نجات سمجھنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، گمراہی کو ہدایت سمجھنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے جہالت کو شریعت سمجھنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے، حدیثوں کا انکار کرنے والے تیری گود سے پیدا ہوئے قرآن کریم کی آیتوں کو جھٹلانے والے بھی تیری گود سے پیدا ہوئے، تو نے ایسوں کو کیوں جنم دیا۔ تو بانجھ رہتی تو اچھا تھا۔ تو بے اولاد رہتی تو اچھا تھا۔

اے عورت! جب تو بھلی بنتی ہے تو بھلوں کو جنم دیتی ہے اور جب تو بری بنتی ہے تو بروں کو جنم دیتی ہے جب تو بھلی تھی تو حضرت نوح علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت لوط علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت اسحٰق علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت یعقوب علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت یوسف علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت یونس علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت داؤد علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت زکریا علیہ السلام کو تو نے جنم دیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نے جنم دیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اے عورت! تو نے جنم دیا۔ اور جب بری بنتی ہے تو بروں کو جنم دیتی ہے۔ نمرود کو تو نے جنم دیا، شداد کو تو نے جنم دیا، فرعون کو تو نے جنم دیا، ہامان کو تو نے جنم دیا، قارون کو تو نے جنم دیا، ابوجہل کو تو نے جنم دیا۔ جب تو بھلی بنتی ہے تو پورا گھر بھلا ہوتا ہے اور جب تو بری بنتی ہے تو پورے گھر کو برباد کر دیتی ہے تیرا دامن جب پاک ہوتا ہے تو پورے خاندان کو فخر حاصل ہوتا ہے۔ جب تیرے دامن کو داغ لگ جاتا ہے تو پورا خاندان

بدنام ہو جاتا ہے جب تو سجدے میں جاتی ہے تو تیرا ننھا سا بچہ جو عمر میں صرف دو سال کا ہے وہ بھی تجھ کو سجدے میں دیکھ کر سجدے میں گر جاتا ہے جس گھر میں ماں نمازی ہوتی ہے اس گھر میں چھوٹے بچوں کو بھی سجدہ کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ تیرا ننھا سا بچہ جب سجدے میں جائے گا تو اللہ کی رحمت اس پر جھوم اٹھے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند سجدہ ہے اور تیرا معصوم سجدے میں گیا ہوا ہے اگر تیرے اوپر کوئی مصیبت آئی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا اور اگر مصیبت کے آنے کا امکان ہے تو روک لے گا اللہ تعالیٰ اس بچے پر کرم کرے گا جب یہ بڑا ہوگا۔ دین کا سپاہی ہوگا شریعت کا شیدائی ہوگا۔

یقیناً کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا، کیونکہ تو نے اس پر سجدے کا رنگ چڑھا دیا ہے اس لیے وہ توحید پرست ہوگا، حق پرست ہوگا، تیرے سجدے کی محنت بیکار نہیں جائے گی لیکن افسوس اے عورت! تو نے سجدوں کو چھوڑ دیا، پردے کو بھی چھوڑ دیا، سینما دیکھنے لگی، ڈھول تاشوں پر گانے لگی، تعزیوں پر کوٹنے اور پیٹنے لگی اور تیرا بچہ تیری یہ ساری حرکتیں دیکھ رہا ہے۔ اب یہ بچہ جب جوان ہوگا تو اولیاء اللہ کے مزاروں پر عورتوں کو نچوائے گا کیونکہ ماں کو ناچتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے اس پر رنگ جو غلط چڑھا تھا جن اولیاء اللہ نے اپنی پوری زندگی میں دوسری عورتوں کی شکل کو دیکھنا حرام سمجھا ان اولیاء اللہ کے مزاروں پر عرس کے نام سے عورتوں کو نچوائے گا۔

جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جن چیزوں سے اولیاء اللہؒ ہزاروں میل دور رہتے تھے وہ ساری کی ساری باتیں "عرس" کے نام سے اولیاء اللہؒ کے مزاروں پر کروائے گا، ڈھول تاشے شہنائیاں وہاں بجیں گی۔ چرس، افیون وہاں بکے گی، جوا وہاں کھیلا جائے گا، بے پردگی وہاں ہوگی۔ کفر شرک اور بدعتیں وہاں ہوں گی۔ یہ ساری حرکتیں تیرے صاحبزادے نے کیوں کیں۔ اس لیے کہ تجھے ناچتے ہوئے دیکھا تھا، تیرا اثر بچے پر غلط پڑ گیا۔ اب یہ مدرسوں کی حمایت نہیں کرے گا، یتیموں، مسکینوں محتاجوں، غریبوں کی حمایت نہیں کرے گا۔ اب تو یہ بری عورتوں کو بلوائے گا، قوالوں کو بلوائے گا اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر اس کا مقابلہ کروائے گا، بہروپیوں کھیل تماشے والوں کو بلوائے گا۔ اس کے لیے ہزاروں روپیہ چندہ کر کے بیجا خرچ کرے گا۔

اے عورت! آج تیرا رونا یہ ہوتا ہے کہ میرا باپ میری بات نہیں مانتا، میرا بھائی میری بات نہیں مانتا، میرا شوہر میری بات نہیں مانتا، میرا بیٹا میری بات نہیں مانتا اس قسم کا رونا عموماً عورتیں روتی رہتی ہیں،

لیکن اے عورت! ذرا سوچ تو سہی کہ تو خود خدا کا کہا نہیں مانتی، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا نہیں مانتی، اپنی بھول تجھے یاد نہیں، اپنی خطا تجھے یاد نہیں، اپنی غلطی تجھے یاد نہیں، اگر تو خدا کا کہا مان لے، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مان لے تو تیری بات تیرا باپ، تیرا خاوند، تیرا بھائی، تیرا بیٹا بھی مان لے گا۔ لیکن اے عورت! تو خدا کے حکم کو بھول گئی، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھول گئی۔ تو مولویوں کے پاس جاتی ہے اور ان سے کہتی ہے کہ مولوی صاحب! کوئی ایسا تعویذ بنا دو کہ میرا شوہر میرے تابع ہو جائے اور میرا کہا مان لے۔ وہ تجھے تعویذ بنا دیتا ہے اور پانچ دس روپے بھی تجھ سے لے لیتا ہے، تو اس تعویذ پر یقین کر لیتی ہے تو سوچ تو سہی کسی مولوی صاحب کے تعویذ میں یہ تاثیر اور یہ پاور ہوتا کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے تابع ہو جائے تو پھر یہ مولوی بذات خود کسی لکھ پتی آدمی کو اپنے تابع کیوں نہیں کر لیتا یہ مولوی تیرے بھولے پن کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے جب تو ان مولویوں سے تنگ آجاتا ہے تو پھر مجاوروں کے پاس جاتی ہے اور مجاوروں سے کہتی ہے مجاور بابا مجھے فلاں فلاں تکلیفیں ہیں ان کو دور کر دو یا جن کی آپ مجاوری کرتے ہو ان سے دور کرا دو اور مجاور تجھے درگاہ پر سے

یا تعزیے کے اوپر سے پانی پھرا کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو پیو اور پلاؤ۔ اے عورت! تو اس پر یقین لے آئی ذرا سوچ تو سہی کہ یہ مجاور جب کبھی بیمار پڑتا ہے تو ڈاکٹروں کے یہاں انجکشن لینے کیوں جاتا ہے۔ مجاور بذات خود درگاہ کے اوپر سے یا تعزیے کے اوپر سے پانی پھرا کر کیوں نہیں پیتا۔ یہ لوگ تیرے بھولے پن کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اپنے شوہر کی حق کمائی اپنے معصوم بچوں کو کھلا ان نفس پرستوں کو دین کے دشمنوں کو نہ کھلا۔ تجھے مانگنا ہے تو خدا سے مانگ، خدا سے کیا کچھ نہیں ملتا، خداوند کریم ساری دنیا کو اعلان کے ساتھ فرماتے ہیں۔ دنیا چاہنے والوں کو ہم دنیا دیں گے اور آخرت چاہنے والوں کو آخرت دیں گے اور اگر دونوں چاہو تو دونوں دیں گے۔ ہماری رحمت میں کمی نہیں جو چاہو لے لو، جو مانگو پالو، اور اگر دنیا بھی نہ چاہو اور آخرت بھی نہ چاہو، صرف جانوروں کی زندگی جینی ہے، یا دنیا میں ٹھوکریں ہی کھانی ہیں تو ٹھوکریں ہی کھاتے رہو، ہمیں اس کی بالکل پروا نہیں ہے۔

اے عورت! جب تو سجدے میں جاتی ہے تیرے ننھے ننھے ہاتھ جب آسمان کی طرف اٹھتے ہیں، تیرے آنسو جب رخساروں پر بہنے لگتے ہیں اس وقت تیری دعا کتنی مقبول ہوتی ہے۔ تیری دعا میں کتنا اثر ہوتا ہے تیری دعا میں کتنی تاثیر ہوتی ہے اس کی تجھے خبر نہیں، تجھے معلوم بھی نہیں، لیکن ہم کو معلوم ہے کہ تیری دعا میں مقبولیت کا کتنا اثر ہے۔ حضرت امام بخاریؒ بچپن میں اندھے ہو گئے تھے۔ ان کی ماں بیٹے کے اندھے ہو جانے سے بہت پریشان رہتی تھیں، ایک رات انھوں نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے، تجھ کو خوشخبری ہو کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس مرحمت فرما دی، صبح کو اٹھ کر انھوں نے دیکھا تو بیٹے کی آنکھیں روشن تھیں۔ بچہ اندھا ہو گیا تھا لیکن ماں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئیں اور برابر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتی رہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "میری رحمت سے ناامید نہ ہونا"

"یہ ماں اللہ تعالیٰ سے مانگنے لگی باری تعالیٰ تیرے خزانے میں کھوٹ نہیں ہے، تیری رحمت میں کمی نہیں ہے، تیری رحمت سے ناامید ہونا کبیرہ گناہ ہے، تو میرے بچے کو آنکھیں دے کے رہے گا میں لے کے رہوں گی" اللہ کی شان دیکھیے کہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دے دیں۔

میری ماں تیری دعا میں یہ تاثیر تھی اندھے بچے کو آنکھیں دلانے والی اور آج تو مجاوروں سے بھیک مانگ رہی ہے، یہ سب تجھ سے بھیک مانگنے کے لائق ہیں تو ان سے بھیک مانگنے کے لائق نہیں، یہ سب تیری گود سے پیدا ہوئے ہیں، تو ان کی گود سے نہیں، یہ سب تیرے محتاج ہیں، تو ان کی محتاج نہیں، یہ سب تیری گود میں پلے ہوئے ہیں تو ان کی گود میں پلی ہوئی نہیں۔

میری ماں تو سوچ تو سہی، یہ مولوی تیرے جنے ہوئے، حافظ تیرے جنے ہوئے، قاری تیرے جنے ہوئے، عالم تیرے جنے ہوئے، مفتی تیرے جنے ہوئے، شہید تیرے جنے ہوئے، مجاور تیرے جنے ہوئے، اولیاءؒ تیرے جنے ہوئے، انبیاء علیہ السلام بھی اے میری ماں تیرے جنے ہوئے ہیں تو بھیک کس سے مانگ رہی ہے، تیرا بھیک مانگنا تیری شان کے خلاف ہے، تیرے مرتبے کے خلاف ہے۔ اس ماں کی دعا سے وہ بچہ جو بچپن میں اندھا ہو گیا تھا آنکھوں والا ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ ماں کی دعا کا اثر دیکھیے، ساری دنیا کا امام بھی بن گیا، حالانکہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک الگ ہے، امام مالکؒ کا مسلک الگ ہے، امام شافعیؒ کا مسلک الگ ہے، امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک الگ ہے لیکن اس بچے کو جن کا نام محمد بن اسمٰعیل ہے اور امام بخاری کے نام سے مشہور ہیں، سب مسلک والوں نے امام مان لیا، یہ تیری دعا کا اثر تھا، اتنا ہی نہیں

کرامام ہو بلکہ آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام صحیح بخاری شریف ہے جس میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں موجود ہیں قرآن کریم کے بعد ساری دنیا کی کتابوں میں سب سے صحیح سمجھی جاتی ہے میری ماں یہ تیری دعا ہی کا اثر تھا۔

اس دین اسلام میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ اور اس دین اسلام میں سب سے پہلے شہادت کا درجہ حاصل کرنے والی بھی تو تھی حضرت سمیہؓ بنت خیاط حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں یہ بھی اپنے لڑکے حضرت عمارؓ اور حضرت یاسرؓ کی طرح اسلام کی خاطر قسم قسم کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرتی تھیں مگر اسلام کی سچی محبت جو دل میں گھر کر چکی تھی اس میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا۔ ان کو گرمی میں سخت دھوپ کے وقت کنکریوں پر ڈالا جاتا تھا اور لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا تاکہ دھوپ سے لوہا تپنے لگے اور اس کی گرمی سے تکلیف میں زیادتی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کا وعدہ فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت سمیہؓ کھڑی تھیں کہ ابو جہل کا ادھر کو گزر ہوا بہت برا کہا اور غصہ میں برچھا شرمگاہ پر مارا جس کے زخم سے انتقال فرما گئیں، اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہادت

انہی کی ہوئی۔ اے عورت! اللہ تعالیٰ نے جو تجھے شرف بخشا ہے وہ مردوں کو نہیں ملا۔ جب تو بیٹی بن کر دنیا میں جنم لیتی ہے تو ماں باپ کے لیے جنت کی دلیل بن جاتی ہے اور جب تو جوان ہو کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے تو خود جنتی بن جاتی ہے اور جب تو صاحب اولاد ہوتی ہے تو اولاد کے لیے جنت کی دلیل بن جاتی ہے۔ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخشا ہے مردوں کو یہ مرتبہ نہیں ملا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص کی ایک بیٹی ہو اور اس کو ایام جاہلیت کی طرح زندہ دفن نہ کیا ہو نہ اس کو ذلیل و خوار کرکے رکھا ہو۔ اور حقوق دینے میں لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔"

حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو عورت پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے اس کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے جانا چاہے چلی جائے۔"

حضرت معاویہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دریافت فرمایا کیا تمہاری ماں (زندہ) ہے، انھوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی خدمت کو اختیار کرو اس لیے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (ماخوذ)

بقیہ: راہ حق کی مسافر

اس عورت کے نام نکل آیا جس نے تمام عمر گناہوں کی آلودگی میں بسر کی تھی۔ تاہم ساری مستانی کی صحبت کا اثر تھا کہ میری والدہ مرحومہ کو عمر بھر کبھی اچھا کھانے کی یا اچھا پہننے کی خواہش نہ ہوئی، نہ گہنے پاتے کی۔ انھوں نے دوسروں کو اچھا کھلایا مگر خود روکھی سوکھی کھا کر خوش رہیں ابا جی مرحوم جتنے پیسے دے کر کہیں کام کے سلسلے میں گئے، اور کئی دنوں کے بعد لوٹے تو اتنے کے اتنے ہی پیسے واپس کر دیے۔ دراصل گھر میں بہت کچھ ہوتے ہوئے انھیں کسی چیز پر پیسے خرچ کرنے کی کبھی سمجھ نہ آئی، سوائے اس کے کہ کوئی حاجت مند آجائے تو اسے دے دیے جائیں۔

مجھے فخر ہے اور بجا طور پر کہ میں نے ایسی عظیم ماں کی گود میں پرورش پائی جنھیں اس وقت شب قدر کی زیارت نصیب ہوئی جب میں عالم شیر خوارگی میں ان کی گود میں تھا۔ بروایت والدہ مرحومہ اس وقت ان کے سامنے سب درخت سر بسجود ہو گئے تھے اور چاروں طرف انوار کی بارش ہونے لگی تھی۔

بقیہ:۔ بچوں کا گوشت

دیکھا اسے کوئی دیکھنے والا دکھائی نہ دیا۔ بیٹے سے پوچھا "کون دیکھ رہا تھا؟"

"اللہ میاں" بیٹے نے جواب دیا "امی جان کہا کرتی ہیں کہ اللہ میاں سے کچھ بھی، کچھ بھی تو چھپا نہیں۔ وہ تو سب کے دل کی باتیں بھی جانتے ہیں، کوئی کہیں، کہیں بھی اندھیری رات میں چوری کرے، وہ بھی دیکھ لیتے ہیں اور چور سے تو بہت خفا ہوتے ہیں۔ چور کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ یہ امی جان بتاتی ہیں۔ چور باپ نے بیٹے سے یہ سنا تو وہ ہکا بکا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ ہکا بکا تم سمجھے، بالکل چپ سادھے ہوئے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس وقت اسے بڑی شرم آئی۔ وہ اتنا شرمایا۔ بچو کہ کچھ نہ پوچھو وہ بہت ہی شرما گیا۔ پھر اس نے بیٹے کو گلے سے لگا لیا اور اسی وقت توبہ کر لی کہ اب کبھی وہ چوری نہ کرے گا۔"

واہ واہ خوب خوب، یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔ چھوٹے لڑکے نے چلوا دی چولی۔

اس طرح سب بچے کہنے لگے۔ ماں نے پھر سمجھایا اچھا تم سب بھی سب کو اللہ سے ڈرایا کرو تو سب نیک بن جائیں گے۔

"ٹھیک کہا آپ نے، ہم سب بھی اللہ سے ڈرایا کریں گے اور یہ کہانی بھی سب کو سنائیں گے۔ بڑی اچھی ہے یہ کہانی۔"

"شاباش! بچو شاباش!!
اللہ تم سب سے خوش ہو!"

بقیہ: اسلام میں عورت

بچا کھچا تحفظِ عصمت کا جذبہ جاگ اٹھا، اور حسین لڑکیوں نے اپنے جسم کو مزید عریاں دکھانے سے انکار کر دیا، خدا کا شکر ہے کہ حجاب کی دبی چنگاری نے اپنے وجود کا ثبوت یورپ میں فراہم کر دیا اب دیکھنا ہے ایشیا والوں میں شرم و حجاب کا جذبہ کب ابھرے گا۔

کمپنی کے آفسوں محکموں اور اداروں میں عورت کا کم و بیش یہ حال کہیں بھی دیکھا جا سکتا ہے اعلا افسروں کو خوش رکھنا اگر کسی عورت کو نہیں بھایا تو پھر بیچاری اس دور کی حقوق نسوانی جیسی نعمتوں سے محروم رہ گئیں بعض تو مجبور ہیں کہ انھیں کوئی چارہ نہیں بعض خواتین اسی پھانسے میں آ کر آزادی کو نسواں کی قیمت سمجھ بیٹھی ہیں کسی کو شاید یہ بات بڑی تیکھی لگے لیکن یہ آئے دن دیکھنے میں آنے والے واقعات ہیں۔

بقیہ: حدیث کی روشنی

امید میں (آپ کے جسم اطہر پر) آپ ہی کا دست مبارک اپنے ہاتھ سے پھیرتیں۔
(بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب بستر خواب پر تشریف لے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے اور ان کو دم کرتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے اور جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیرتے سر، چہرہ اور جسم کے سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تین بار ایسا فرماتے (بخاری)

بقیہ: اسوۂ صحابہؓ

فقہ حنفی کی بنیاد صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتاوی و احکام پر قائم ہوئی چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

کان ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ الزمھم بمذھب ابراھیم واقرانہ لا یجاوزہ الا ما شاء اللہ۔

امام ابو حنیفہ ابراہیم اور ان کے اقران کے مذہب کے سخت متبع تھے اور اس سے بہت کم ہٹتے تھے۔

مائل خیرآبادی

وہ دیکھ رہے ہیں

اچھا بھئی، آؤ گلّو، آؤ گڈّو! ٹنّی تم بھی آؤ۔ سدّو کو بھی بلاؤ۔ بیٹھو، دیکھو ٹھیک سے بیٹھو، ذرا الگ الگ۔ ارے تمہارا گھٹنا تو اس کے گھٹنے پر ہے۔ ہاں، یوں، شاباش!"

اچھا سنو، ایک اچھے بچّے کی کہانی جس طرح میں تم کو کہانی سناتی ہوں نا! اسی طرح ایک ماں تھی، وہ بھی اپنے بچّے کو کہانی سنایا کرتی تھی۔ بچّہ بڑے شوق سے سنتا۔ بڑا اچھا بچہ تھا وہ یاد بھی کر لیتا تھا۔

"میں بھی یاد کر لوں گی۔" گلّو بولی۔ "میں بی یاد کر لوں گی۔" گڈّو بولی۔

"میں بھی یاد کر لوں گا۔" ٹنّی بولا۔ "میں بھی ـ!" سدّو بولا۔

شاباش شاباش! تم سب بڑے اچھے بچّے ہو۔ اچھا تو سنو۔

ایک ماں تھی۔ بڑی اچھی ماں۔

"مگر اس کا میاں چور تھا۔"

"چور! ادئی اللہ! تو پھر اللہ میاں اس کا ہات کاٹ لیں گے ہے نا امّی!" گڈّو چونک کر بولی۔

"مگر پھر وہ اچھا آدمی بن گیا تھا۔"

"چوری چھوڑ دی اُن نے؟" گلّو نے پوچھا۔

"ہاں بھئو! پھر اس نے چوری بالکل چھوڑ دی۔"

"وہ کیسے؟" ٹنّی نے پوچھا۔

سنو۔ اس طرح۔ اس کا میاں روز چوری کرنے جاتا تھا۔ اس کا بچہ دس برس کا ہوا تو ایک دن چور نے اس کو ساتھ لیا۔"

"اسے ساتھ کیوں لیا؟" سدو نے پوچھا۔

"اس نے سوچا، اپنے بچّے کو بھی چوری سکھائے۔"

"ڈبل بات ڈبل بات!" گلّو بولی۔

"ذرا چُپ رہو بیٹی! یہ مزے دار کہانی سنو، چور بیٹے کو لیے ہوئے ایک باغ کے پاس پہنچا۔ وہ آموں کا باغ تھا۔ پیڑوں میں کچّے پکّے آم لگے تھے، ہرے ہرے پیلے پیلے بھی۔

"آہا، پیلے پیلے میٹھے میٹھے!" گڈّو سر مٹکا کر بولی۔

"اچھا بھئی سنو، چور نے دیکھا کہ باغ کے اندر تو کوئی ہے نہیں۔ اس نے بیٹے کو باغ کے کنارے کھڑا کر دیا اور خود باغ میں گھسا۔ تم بتاؤ اس نے بیٹے کو وہاں کیوں کھڑا کر دیا؟"

"وہ دیکھے کیسے چوری کی جاتی ہے" سدّو نے کہا۔

"اوں ہوں! اس نے یوں کھڑا کیا کہ کوئی دیکھ رہا ہو تو پکار کر بتا دیگا"

"اور پھر وہ باغ سے بھاگ آئے" ٹنّی بولا۔

ہاں، اسی لیے اس نے بیٹے کو یہی بات سمجھا دی۔ پھر ایک پیڑ پر چڑھا۔ ابھی وہ چڑھا ہی تھا۔ آم توڑے نہیں تھے کہ بیٹا پکارا!

ابّا جان ابّا جان! وہ دیکھ رہے ہیں

یہ سننا تھا کہ چور پیڑ سے کود بھاگ کر بیٹے کے پاس آیا۔ اِدھر اُدھر

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

دسترخوان

(ثمینہ صدیقی)

آلو اور بادام

اشیاء:

آلو ——— تین پاؤ
بادام (دگری) ——— ڈیڑھ چھٹانک
ہلدی ——— آدھا چمچہ
گرم مصالحہ (پسا ہوا) ——— " "
دہی ——— ایک پاؤ
ادرک، لہسن (پسا ہوا) ——— ایک چمچہ
نمک ——— حسب ذائقہ
ہری مرچ ——— چھ عدد
سرخ مرچ ——— تین عدد
اجوائن (پسی ہوئی) ——— آدھا چمچہ
چینی ——— ایک چٹکی
ٹماٹر ——— دو عدد
گھی ——— ایک چھٹانک

ترکیب: آلو چھیل کر ان میں کسی سلائی یا کانٹے سے آر پار چھید کر دیں اور آدھ گھنٹے نمکین پانی میں بھگو دیں۔ باداموں کو باریک کتر کر آلوؤں کے سوراخوں میں بھر دیں۔ فرائنگ پین میں گھی گرم کر کے پیاز سرخ کریں، اس میں دہی ڈال کر تمام مسالحہ بھونیں۔ پانی خشک ہو جائے اور گھی چھوڑ دے تو اس میں آلو تلیں جب وہ بادامی رنگ کے ہو جائیں تو اتار لیے جائیں۔

شلجم کا قورمہ

اشیاء:

شلجم ——— آدھ سیر
دہی ——— ایک پاؤ
گھی ——— آدھ پاؤ
نمک اور لال مرچ ——— حسب ذائقہ
بادام ——— آٹھ عدد
ناریل ——— آدھی چھٹانک
تل ——— چائے کے دو چمچے
دھنیا (پسا ہوا) ——— دو چمچے
ادرک ——— آدھی چھٹانک
لہسن ——— چھ جوے
زیرہ ——— آدھا چمچہ
کالی مرچ ——— آٹھ دس دانے
ٹماٹر ——— چار عدد
سوکھا آلو بخارہ ——— چار دانے
سبز مرچیں ——— چھ عدد

ترکیب: شلجم چھیل کر کاٹ لیں، نمک، لال مرچ، ناریل، تل، دھنیا، ادرک، لہسن، کالی مرچ اور آدھی پیاز کتر کر پیس لیں اور دہی میں ملا کر رکھ دیں۔ دیگچی میں گھی گرم کریں اس میں باقی پیاز کے لچھے باریک کاٹ کر سرخ کریں۔ پھر اس میں ٹماٹر اور آلو بخارا ڈال کر بھونیں۔ شلجم بادامی رنگ کے ہو جائیں تو دہی ملا کر مسالحہ ڈال کر بھونیں اس کے بعد دیگچی کو ڈھک کر ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ زائد پانی خشک ہو جائے اور گاڑھا شوربا بن جائے تو چھلے ہوئے بادام کاٹ کر ڈال دیں۔ ہری مرچیں ثابت ہی ڈال دیں۔ دو چار منٹ دم پر لگا کر ڈونگے میں نکال لیں اور اوپر سے زیرہ چھڑک دیں۔